بدعات القرآن
ناشر
سیرانی کُتب خانہ
0321-6820890
0300-6830592

نام کتاب ...... بدعات القرآن

مصنف ...... علامہ محمد فیض احمد اُویسی رضوی قادری

باہتمام ......

پروف ریڈنگ ...... علامہ مفتی محمد حماد رضا خاں برکاتی اُویسی

کمپوزنگ ...... صفدر صابر کبیر والا (خانیوال)

ترتیب و آرائش ...... محمد خورشید عطار اُویسی

سن اشاعت ...... ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ بمطابق نومبر 2010ء

صفحات 80

ہدیہ 50

ملنے کا پتے

سیرانی کتب خانہ بہاولپور	مکتبہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور	مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی
مکتبہ چشتیہ بھیرہ شریف	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ فیصل آباد
مکتبہ فیضان مدینہ رحیم یار خان	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد	غوثیہ کتب خانہ سریاب روڈ کوئٹہ
مکتبہ اہلسنت جھنگ بازار فیصل آباد	نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور	اسلامک بک سنٹر راولپنڈی

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	نقطے اور اعراب	2
2	مکروہ لیکن ثواب	8
3	زمانہ نبوت	11
4	زمانہ نبوی میں رسم الخط کا نمونہ	15
5	اعراب لگانے کی تاریخ	16
6	تبصرہ اُویسی غفرلہ	21
7	بدعت رموز اوقاف	24
8	بدعات اخماس اور اعشار	34
9	چیبی حمائل بدعت	38
10	نجدی بدعت	40
11	قیام تعظیم	42
12	چہ منا بدعت	43
13	ناسخ و منسوخ پر پہلی تصنیف	47
14	وقف و ابتداء پر پہلی تصنیف	49
15	علم مناظرہ	53
16	بدعات فی القرآن	58

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعض لوگ اہل سنت کے معمولات کو "بدعت" کے فتوے کا نشانہ بناتے ہیں، حالانکہ ان کے وہ معمولات قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔ بلکہ دو تہائی اسلام "بدعات حسنہ" پر عمل رہا ہے۔ من جملہ ان کے قرآن مجید کے متعلقات ہیں تفصیل حاضر ہے۔

بدعات القرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح یہ آج ہے اسی طرح یہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں نہ تھا مثلاً

۱۔ مجموعہ

۲۔ تیس پاروں پر منقسم

۳۔ اعراب، نقطوں سے مزین ودیگر بہت سی باتیں نہ تھیں، جس کی تفصیل یہ ہے

۴۔ پاروں کے الگ الگ نام

جب آیات نازل ہوتیں صحابہ اپنے سینوں میں محفوظ کرتے اور پڑھے لکھے لوگ پتھروں، پاک ہڈیوں اور درختوں کے پتوں اور لکڑیوں کے تختوں اور سفید کپڑوں پر لکھ لیتے اور وہ بھی کوئی کہیں کوئی کہیں۔

آغازِ بدعات

سیدنا ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودیگر صحابہ کرام بشمول اہلبیتِ عظام نے اسے ایک مجموعہ میں جمع کیا۔

۲۔ مختلف قراتوں کو صرف ایک قراۃِ قریش میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ عظام اور اہلبیت کرام کے سامنے جمع کیا، اسی لئے انہیں "جامع القرآن" کہا جاتا ہے۔

۳۔ قرآن کی یہی ۱۱۴ سورتیں (الحمد تا والناس) اعراب اور نقطوں سے خالی تھیں جنہیں اہلِ زبان (عرب) کے لئے پڑھنا تو آسان تھا لیکن عجمیوں کے لئے مشکل تھا اسی لئے اس پر اعراب اور نقطوں کا اہتمام کیا گیا اس کے بعد ہزاروں بدعات بلکہ لاکھوں سے آگے ایسی بدعات کا ارتکاب کیا گیا جنہیں پڑھ سن کر عقل دنگ ہو جاتی ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ کا قانون اگر عام رکھا جائے تو آج ہم صحیح طریقہ سے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے۔

نقطے اور اعراب

ابتداء خطِ عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات عربوں کو تو اس سے کوئی دقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن غیر قوم کا آدمی مشکل سے پڑھتا ہے۔ چنانچہ عبدالمالک بن مروان اموی کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر اعراب زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لکھوائے اور ہر پارہ کو ثلث، نصف، ربع وغیرہ میں تقسیم کیا۔

یہ بنو امیہ کے عہد میں مشرق وسطیٰ کا وائسرائے اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسناں کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ومعارف کے بحرِ وافر کا مالک تھا۔ لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اول من فعل ذالک ابو الاسود الاولیٰ بامر عبدالملک بن مروان وقیل الحسن البصری و یحیی بن یعمر وقیل نصر بن عاصم اللیثی۔

بدعات حجاج ظالم

حجاج بن یوسف (المتوفی ۹۵ھ) کو انتہائی ستم پیشہ اور ظالم شخص تھا جس کے متعلق اور کسی کا نہیں خود حضرت عمر بن العزیز کا بھی قول مشہور خاص و عام ہے کہ اگر تمام اقوام اپنے اپنے ظالموں کے مظالم کو میزان عمل کے ایک پلے میں رکھیں اور دوسرے پلے میں ہم صرف حجاج بن یوسف کے مظالم رکھیں تو اس کا پلہ یقیناً بھاری ہوگا لیکن ان سب باتوں کے باوجود عہد عثمانی میں جو قرآن مدون ہوا تھا اس میں نہ الفاظ کے زیر وزبر تھے نہ نقطے۔ عربوں کی تو مادری زبان ہی تھی۔ انہیں اس کی قرأت کا طریقہ ہی معلوم تھا وہ اسے اسی قرأت، انداز اور لہجہ میں پڑھتے تھے اور بآسانی سمجھ لیتے تھے لیکن جب اسلامی فتوحات وتبلیغ نے غیر اقوام عجمیوں، رومیوں، ارمنوں، اور بربریوں کو بھی اسلامی پرچم کے نیچے لا کھڑا کیا اور ان کے قلوب میں بھی نور ایمان کی شعاعیں جگمگانے لگیں۔ تو ضرورت ہوئی کہ الفاظ پر نقطے اور اعراب بھی لگائے جائیں کیونکہ نو مسلم اقوام کو اس طرح قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں۔ اس نے قرآن میں خود اپنے زیر اہتمام نقطے لگوائے اور اس کی متعدد نقلیں کرا کے مختلف عجمی ممالک میں بھجوا دیں اور مرنے سے پہلے اعراب لگوانے کا کام بھی شروع کر دیا۔

لہ۔ سب سے پہلے یہ بدعت بحکم عبدالملک بن مروان ابو الاسود نے جاری کی بعض نے حسن بصری سے بعض نے یحیی بن یعمر بعض نے نصر بن عاصم اللیثی کی طرف منسوب کی ہے۔

مروان کے بیٹے کی بدعات

مروان کا نام سن کر لوگ گھبراتے ہیں اس لئے کہ وہ اہل بیت سے نیک سلوک نہیں رکھتا تھا لیکن اس کے بیٹے کی بدعات قبول کر لیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اموی کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر اعراب (زیر، زبر، پیش اور نقطے وغیرہ لگوائے) اور ہر پارہ کو ثلث، نصف، ربع وغیرہ میں تقسیم کیا۔

تطبیق الاقوال

متقدمین ومتاخرین کے ان متضاد اقوال کی توجیہ آسان ہے وہ یہ کہ تتبدل الاحکام بتغیر الزمان اس موضوع پر حضرت امام زین العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے چنانچہ علامہ زرقانی مرحوم ومغفور یہی توجیہ لکھتے ہیں کہ:

واما کراھۃ الشعبی والنخعی النقط فانما کرھاہ فی ذالک الزمان خوفاً من التغیر فیہ وقد امن ذالک الیوم

بہر حال شعبی ونخعی کا نقطوں پر کراہت کا فتوی اسی زمانہ کے لائق تھا اس لئے کہ اس وقت نقطوں سے قرآن میں تغیر کا خطرہ تھا لیکن اب وہ خطرہ ٹل گیا لہٰذا لکھتے ہیں کہ

فلا یمنع من ذالک لکونہ محدثاً فانہ من المحدثات الحسنۃ فلا یمنع منہ کنظائرہ مثل تصنیف العلم وبناء المدارس والرباطات وغیر ذالک

نقطے وغیرہ اس لئے ممنوع نہ ہوں کہ یہ بدعت ہیں کیونکہ یہ بدعات حسنہ سے ہیں جیسے اس جیسی اور بدعات حسنہ جائز ہیں جیسے تصنیف علم اور تعمیر مدارس اور رباطات وغیرہ یہ بھی جائز ہے۔

فائدہ: علامہ زرقانی نے بدعت کو حسنہ سے موصوف کر کے دیوبندیوں، وہابیوں پر ضرب کاری لگادی ہے کہ جب کہ ان کا مذہب ہے کہ بدعت کوئی حسنہ نہیں۔

الجواب

ابوالاسود دائلی اور عبدالملک بن مروان کی بدعت نقطہ جات اس دور کے علماء کرام نے اختلاف کیا بعض نے قرآن مجید پر اعراب اور نقطے لگانے کی کراہت کا فتوی دیا لیکن اس وقت ان کا فتوی بجا تھا کیونکہ قرآن میں تغیر کا خوف تھا۔

ظالم حجاج کی بدعات قرآنی

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصحف قرآنی پر اعراب اور نقطوں کا کام جیسے حجاج نے سرانجام دیا ایسے ہی اس پر اس نے قرآن کو تیس پاروں پر منقسم کیا پھر اسی کے زمانہ میں ہی اعشار اور رکوع مقرر کیے گئے اسی طرح ختم آیات پر علامات کے طور پر نقطے لگائے گئے۔

تبصرہ اویسی

دیوبندی، وہابی یا اپنے مذہب کو خیرباد کہیں یا بدعت حسنہ کا انکار نہ کریں۔ ورنہ ان کا مذہب قرآن مجید سے کوسوں دور ہوتا جارہا ہے امام قرطبی کے قول کے مطابق قرآن مجید میں دو بدعتوں مذکورہ کے علاوہ تقسیم برسی پارہ۔

اعشار رکوع کا تقرر ختم آیات پر علامات کے طور نقطہ لگانا وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ: اب نقطہ کے بجائے دائرہ کا نشان ایجاد ہوا۔

قرآن مجید میں بدعات کا شمار

قرآن مجید اربوں اور کھربوں تک بدعات پہونچتی ہیں فقیر نے مذکورہ بالا چند بدعات مشتی نمونہ خروار لکھ دی ہیں ورنہ ان گنت بدعات حسنہ قرآن مجید میں ہیں حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ چند ایک کی تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اول من وضع الهمزة والتشديد والروم والاشمام الخليل وقال قتادة بدؤا فنقطوا ثم عشروا وقال غيره اول ما احدثوا النقطة عند اخر الآي ثم الفواتح والخواتم (الاتقان) ہمزہ وتشدید روم واشمام خلیل نے ایجاد کیں اور قتادہ نے کہا کہ قرآن پر نقطے لگائے پھر عشور کی علامات بنائیں دوسروں نے سب سے پہلے نقطوں کی بدعات کا اجراء کیا پھر فواتح وخواتیم۔

حجاج بن یوسف (ظالم) نے بڑا کام کیا

یہ بنوامیہ کے عہد میں مشرق وسطی کا وائسرائے اور کمانڈر تھا اور شمشیر وسنان کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ومعارف کے بحر وافر کا مالک تھا لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

اول من فعل ذالک ابو الاسود الدؤلی بامر عبدالملک بن مروان وقيل الحسن البصري ويحيى ابن يعمر وقيل نصر بن عاصم الليثي

ترجمہ:۔ سب سے پہلے اعراب کا کام ابوالاسود دائلی نے بحکم عبدالملک بن مروان

نے کیا بعض نے حضرت حسن بصری کا و بعض یحییٰ بن یعمر کا کہا ہے بعض نے کہا نصر بن عاصم نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔

ابتدائی اعراب

جب والی عراق یعنی عبدالملک کا حکم یہ ابوالاسود کو ملا تو اس نے فتح کے لئے حرف کے ایک اوپر نقطہ اور کسرہ اور تنوین کے لئے دو نقطے متعین کئے زبر کے لئے (َ) اور زیر کے لئے (ِ) پیش کے لئے (ُ)۔

درس عبرت

اگر صرف اس بدعت کے مجموعہ کو دیکھا جائے تو ہزاروں بدعات کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لئے کہ علمائے کرام وحفاظ قرآن فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اعراب مع شدات ومدات اور نقطوں کی تعداد یوں ہے۔

زبر: ۵۳۲۲۳، زیر: ۳۹۵۸۲، پیش: ۸۸۰۴، مد: ۱۷۷۱، تشدید: ۱۲۷۴، نقطے: ۱۰۵۶۸۴، کل میزان۔ ۲۱۰۳۳۸

اس تقریر پر دو لاکھ دس ہزار تین سو چھتیس بدعات کا ارتکاب لازم آیا افسوس ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو ایک ظالم حجاج کی اتنا کثیر التعداد بدعات ہضم ہو گئیں لیکن میلاد اور صلوٰۃ وسلام و دیگر امور خیر میں بدعت کے بہانے میں مبتلا ہو گئے۔

ذیل بدعت

صرف نقطوں سے اعراب کی ضرورت پوری نہ ہو سکی ابو عبدالرحمٰن خلیل کے

زمانہ میں اس صنعت وحرفت کو ترقی ہوئی اور فتحہ کے لئے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اس ایجاد نے ایسی ترقی اور قبولیت اختیار کی کہ اعراب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں

مکروہ لیکن ثواب

قرآن میں یہ دوسری بدعت جاری ہوئی اور بدعت بھی ایسی کہ جس میں قرآن مجید کے ایک ایک حرف سے ثواب نصیب ہو حالاں کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صدر اول کے لوگوں نے ایسے امور کے ارتکاب کیا تو کراہت کا فتویٰ لگایا گیا۔

كان العلماء في الصدر الاول يرون كراهة نقطه المصحف وشكله مبالغة منهم في المحافظة على اداء القرآن كما سمه المصحف وهو خائف ان يؤدي ذالك الى التغيير فيه (زرقانی)

لیکن یہی مکروہ صدیوں بعد مستحب ہو گیا چنانچہ علامہ مرحوم لکھتے ہیں۔

قال النووي في كتابه التبيان ما نصه قال العلماء ويستحب نقطه المصحف وشكله فانه صيانته من اللحن فيه وتصحيفه

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التبیان میں صاف لکھا ہے کہ علماء کرام نے کہ مصحف کے نقطے اور شکلیں بنانا مستحب قرار دیا ہے کہ اس سے غلطی اور عبارات قرآنی ضعف سے محفوظ ہو جائیں گی۔

قرآن مجید بزمانہ رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے دور اقدس میں بہ ترتیب موجود مرتب تھا لیکن

[illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے [illegible] منتشر صورت میں اس کی تفصیل [illegible]

کتابت القرآن

نزول القرآن مجید کے وقت عرب میں کاغذ کا رواج بہت کم تھا لہذا اس کی کو پورا کرنے کے لئے نازل شدہ آیات کھجور کی شاخ، سفید پتھر کے ٹکڑے، بکری اور اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، درختوں کی چھال، جانوروں کی کھال کی جھلی اور چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھ لی جاتی تھیں۔ لکھنے کے بعد جو مجموعہ تیار ہوتا تھا وہ رسول اکرم ﷺ کے مکان میں رکھا جاتا اس طرح مکمل قرآن رسول اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں لکھا گیا جسے بعد میں صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ترتیب دے کر منظر عام پر لائے۔

بدعت

بمشورہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان منتشرہ آیات و سورتوں کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا۔ گویا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک قرآن مجید کی دو بدعتیں رائج ہوئیں۔

۱۔ منتشر آیات کا جمع کر کے مجموعی صورت میں لانا۔

۲۔ قرآن مجید کی کتابت مجموعی صورت میں لانا جن کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم نہیں فرمایا تھا صحابہ کرام نے امت کے فائدہ اسلامی کے لئے یہ دو طریقے ایجاد فرمائے۔

انتباہ:۔ جن لوگوں نے بدعت کی تعریف کی ہے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے

نہیں کیا اور نہ اس کا حکم فرمایا ہے وہ بدعت ہے اور حدیث کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔ پڑھ کر عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہیں ان کا دھوکہ اور فریب ان دو بدعتوں سے واضح ہوگا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک بدعت کی یہ تعریف غلط ہے اور نہ ہر بدعت بری ہے۔

تاریخ خطاطی

فقیر نے حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس کا رسم الخط بطور نمونہ پیش کیا اس کے بعد جتنی ایجادیں ہوتی گئیں قرآن مجید اسی رسم الخط میں لکھا جانے لگا گویا ہر نئے رسم الخط میں ہر قرآن مجید کے لئے بدعت کا تصور سامنے رکھنا پڑے گا ذیل میں رسم الخط کی بدعات ملاحظہ ہوں۔

بدعت خطاطی

قرآن مجید میں بدعات کی فہرست میں خطاطی سرفہرست ہے تاریخی لحاظ سے مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

عہد نبوی ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر اپنی صلاحیتوں، استعداد اور اہلیت سے کام لیا ہے اس کی تزئین و آرائش میں نت نئے انداز اختیار کیے اور حیرت انگیز فنکارانہ مہارت کے مظاہرے کیے ہیں۔ آج کے مشینی دور میں بھی قرآن کریم کی خطاطی کا ایک ایسا تاریخ ساز طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس کو عملی جامہ پہنانے میں تیس برس لگ گئے اور یہ سعادت ایک پاکستانی کو نصیب ہوئی۔

زمانہ نبوت

حاصل موضوع سے قبل تاریخ کے حوالے سے یہ بات بعض حضرات کے لیے معلومات افزا ہوگی کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں مسلمان حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بسم اللہ کی کتابت کی اور آخری وحی کی کتابت ۳ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کی۔ عہد نبوی میں مکہ کرمہ میں خط قیراموز رائج تھا اور مدینہ منورہ میں خط حیری میں کی جانے لگی اور بعد میں یہی خط کوفی خط کے نام سے مشہور ہوا۔ دور نبوت میں جن صحابہ کرام نے وحی کی کتابت کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد مختلف روایات کے حوالے سے چالیس کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اس فہرست میں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی شامل ہیں اس دور بابرکت میں وحی کی کتابت اور حضور اکرم ﷺ کے مراسلات اور احکامات کو اس وقت کے مروج خط کوفی رسم الخط میں تحریر کیا جاتا تھا اور حسن خط کے بجائے متن پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔

دور خلافت

دور خلافت راشدہ میں بھی کتابت صرف ایک علمی اور دینی ذریعہ اظہار تھی لہذا اس کی بہتری اور ترقی کے لئے ضرورت محسوس نہیں کی گئی البتہ دین کی نشر و اشاعت، عاملوں اور والیوں کو ہدایات دینے کے پیش نظر یہ ضروری تھا اور غیر مسلم والیان ریاست سے مراسلت کی غرض سے کتابت مسلمانوں کی دلچسپی اور ضرورت کی محرک بنی اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ایک فن کی شکل

اختیار کر لی جس کو فن خطاطی کہا جاتا ہے۔

بدعت

عہد بنو امیہ میں خطاطی کی ترقی و ترویج کے نمایاں امکانات پیدا ہوئے اس دور کے پہلے معروف خطاط قطبہ تھے جنہوں نے مروجہ خط میں تصرف کر کے چار نئے ایجاد کئے اور قرآن کریم کی خطاطی آب زر سے کی ولید بن عبد الملک کے درباری کاتب خالد بن ابی الہیاج اس دور کے دوسرے صاحب طرز خطاط تھے جن کی خطاطی کو بہت شہرت ملی انہوں نے خط کوفی کی نوک پلک درست کی اور مصورانہ خطاطی کی بنیاد رکھی۔ ۹۶ھ میں خالد بن ابی الہیاج نے پہلی مرتبہ خطاطی کی نمائش مسجد نبوی میں کی اور سورۃ الشمس کو خط کوفی میں پیش کیا حضرت عمر بن عبد العزیز کی فرمائش پر خالد بن ابی الہیاج نے معلہ مصحف شریف کی خطاطی میں کمال خط کے ایسے جوہر دکھائے کہ حضرت عمر بن العزیز اس صحیفے کے حسن خط سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھیں نمناک ہو گئیں انہوں نے مصحف شریف کو آنکھوں سے لگایا اسے بوسہ دیا اور سب سے بڑا انعام واکرام خالد بن الہیاج کو یہ دیا کہ مصحف مبارک کو ہی بطور ہدیہ واپس کر دیا۔

بدعت

خطاطی کی ترویج و ارتقاء کے اعتبار سے عباسی عہد تاریخ میں سب سے اہم ہے اس دور میں فن خطاطی اپنے اوج کمال کو پہنچ چکا تھا عباسی عہد کے ممتاز خطاط ابو علی محمد بن ابن مقلہ علی بن ہلال ابن بواب اور یاقوت بن عبد اللہ رومی المستعصمی تھے۔ ابن مقلہ کے خط کوفی میں ترمیم اور اصلاح کر کے قرآن کریم کی کتابت اسی خط

میں کی جاتی ہے ابن مقلہ نے خطِ نسخ کے علاوہ خطِ محقق، خطِ توقیع، خطِ رقاع، خطِ ثلث بھی ایجاد کئے اور خطاط الریحانی کے ایجاد کردہ خطِ ریحان میں اصلاح وتزئین کی اور خطاطی کے ابن مقلہ کے شاگرد علی بن ہلال ابن بواب نے اپنے استاد کے خطِ نسخ میں مزید حسن وجاذبیت پیدا کی اور خطِ نسخ ہی میں قرآن کریم کے پہلے نسخے کی کتابت ۳۹۱ھ میں بغداد میں کی۔ انہوں نے اپنی زندگی میں چونسٹھ قرآن کریم کی خطاطی کی۔ خطاط قرآن یاقوت بن عبداللہ الرومی المستعصمی نے خطاط قرآن علی بن ہلال ابن بواب کے فن کو اپنے کمال تک پہنچادیا۔

بدعت

تاتاریوں کے حملوں اور سقوطِ بغداد کے بعد خطاطی کا مرکز ایران بنا جہاں یہ فن آج بھی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے ایران کی وساطت سے یہ فن برصغیر میں آیا اور مغلیہ دور خطاطی کا سنہری دور کہلاتا ہے۔

بدعت

ظہیرالدین بابر ایک اعلیٰ خطاط قرآن بھی تھے ان کا خط، خطِ بابری کہلاتا ہے جہانگیر کے فرزند شہزادہ پرویز پائے کے حافظ قرآن تھے شاہ جہاں کے فرزند دارا شکوہ باکمال خطاط قرآن تھے اورنگ زیب عالمگیر قرآن کریم کے بلند پایہ خطاط تھے محمد کی لکھنوی خطِ نسخ کے استاد کامل تھے ان کا کتابت کردہ قرآن کریم سب سے پہلے لکھنو میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد ہمارے دور تک بے شمار خطاطی نمونے معرض وجود میں آئے اور آرہے ہیں اور تاقیامت آتے رہیں گے ان بدعات پر مفتیان بدعت پر

مفتیان بدعت کا فتویٰ کدھر جائے گا۔ بہرحال اس فن کی تاریخی حیثیت کو تفصیل سے دیکھا جائے تو مشینی دور کو ساتھ ملا کر کتابت القرآن کے کھاتہ میں ہزاروں بدعات برآمد ہوں گی اور شرعی حیثیت سے ان جملہ اقسام میں بدعت واجبہ سے لے کر بدعت مباحہ سب کی سب موجود ہیں جنہیں تمام فرقے عمل میں لارہے ہیں کسی نے آواز نہیں اٹھائی اور نہ کسی کو جرأت ہے کہ کہہ سکے کہ قرآن مجید کی کتابت بدعۃ ہے اور کل بدعة ضلالة۔

نقطے اور اعراب

ابتداءِ خطِ عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات، عربوں کو تو اس سے کوئی دقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن غیر قوم یا غیر زبان کا آدمی مشکل سے پڑھ سکتا ہے۔ یا بالکل پڑھ ہی نہیں سکتا فقیر زمانہ نبوی کی دو تحریریں پیش کر رہا ہے اسے پڑھ دیں۔

---

[1] :۔ درقتان من المصحف الی الامام الحسین فی مکتبہ مشہد رقم ۱۴
صلاح الدین المنجد دروسات فی تاریخ الخط العربی مسنون بدایة الی نهایة العصری الاموی (بیروت دار الکتاب الجدید ۱۹۷۲ء) صفحہ ۹۹۔

زمانہ نبوی ﷺ کا رسم الخط

اعراب لگانے کی تاریخ

اہل عرب اپنی مادری زبان عربی ہونے کی وجہ سے اس بات کے محتاج نہ تھے کہ قرآن کریم پر اعراب لگائے جائیں چنانچہ وہ مصحف جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امر سے کتابت کیا گیا تھا اس پر اعراب نہ تھے ان کی کثرت فتوحات کی وجہ سے جب اسلام عجم میں پہنچا اور لوگ اعراب میں غلطیاں کرنے لگے تو اس کا اندیشہ ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت غلط اعراب کے ساتھ ہونے لگے تو زیادہ بن امیہ (جو والئی عراق تھا) نے ابوالاسود کو پیغام بھیجا کہ اعراب وضع کریں تاکہ اس کے مطابق لوگ قرآن کی تلاوت کر سکیں تو ابوالاسود نے فتح کے لئے علامت حرف کے اوپر ایک نقطہ تجویز کیا اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کی جانب اور تنوین کے لئے دو نقطے متعین کئے شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ اعراب کی کاروائی ابوالاسود نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کی تھی۔

ابوالاسود کی کبار تابعین میں سے ہے حافظ نے تقریب التہذیب میں ان کو مخضرمین یعنی ان حضرات میں شمار فرمایا ہے جن کی زندگی کا ایک حصہ جاہلیت میں گذرا اور دوسرا حصہ اسلام میں لیکن آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوسکے تاریخی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت علی نے ان کو اعراب اور قواعد نحویہ کے مرتب کرنے پر مامور فرمایا تھا اکثر محققین کی یہی رائے ہے کہ ابوالاسود اعراب کے موجد

۱: ۔ خط کوفی میں قرآن پاک کا ایک نادر و نایاب نسخہ جو ہرن کی کھال پر لکھا گیا اور جس کے متعلق روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ مجلہ پاک اوج (بہاول پور اردو اکیڈمی ۱۹۶۷ء)

اول ہیں بعض حسن بصری اور بعض نصر بن عاصم اللیثی اور بعض یحیٰ بن یعمر کو کہتے ہیں۔

بہر حال قرآن مجید اعراب، نقطوں سے معری تھا بوجہ ضرورت اس پر اعراب و نقطے بعد کو لگائے گئے یہ تمام اضافے بدعات ہیں لیکن یہ اضافے برے نہیں بلکہ موجب ہزاروں اجر و ثواب ہیں اہل سنت کے نزدیک ایسی بدعات کو بدعات حسنہ کہا جاتا ہے۔

بدعات الاعراب

اعراب وغیرہ کی بدعات کا آغاز سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا عبدالملک اموی خلیفہ نے کیا جو بھی ہو بہر حال اگر قرآن مجید بلا اعراب و بلا نقطہ ہوتا تو آج نا معلوم قرآن کے ساتھ کیا بنتا۔

حکایت: ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آیا اور کہا کہ کوئی شخص ہے کہ جو مجھے قرآن پڑھا دے ایک شخص نے اس کو سورہ براۃ پڑھائی تو اس میں آیت اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ کو جر (وَرَسُوْلِہٖ) کے ساتھ پڑھایا۔

اس تغیر سے معنی یہ ہو گئے کہ اللہ مشرکین اور (العیاذ باللہ) اپنے رسول سے بری ہے وہ اعرابی یہ سن کر کہنے لگا کہ جب اللہ ہی اپنے رسول سے بری ہے تو میں اس سے پہلے بری ہوں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ صورت بیان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آیت اس طرح نہیں ہے آیت کلام اللہ یہ ہے۔ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ کہ اللہ بری ہے مشرکین سے اور اس کا

رسول بھی بری ہے (مشرکین سے) اس پر حضرت عمر نے حکم دیا کہ کوئی شخص بجز عالم لغت کے قرآن نہ پڑھائے اور ابو الاسود کو علم نحو وضع کرنے کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم کو اعراب سے مزین کرنا خود منشاء نبوت اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے ہے امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عمر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ

اعربوا القرآن یدلکم علی تاویلہ [1]

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے قرآن پر اعراب لگاؤ اعراب قرآنی اس کی مراد پر رہنمائی کرے گا۔

فائدہ: اگر یہ حدیث صحیح ہو تو نفس اعراب سنت ہوا اس کی ہیأت کذائیہ بدعت ہوں گی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے فرمایا کرتے تھے کہ اعراب قرآن ہم کو اس کے حروف کی حفاظت سے زائد محبوب ہے۔

نقطے بدعت

ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ابو الاسود نے جب ۶۹ھ ایک شخص کو آیت اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ غلط پڑھتے ہوئے سنا کہ وہ بجائے رَسُوْلُہٗ کے کسرہ لام کے ساتھ وَرَسُوْلِہٖ پڑھ رہا ہے جس سے معنی کا فساد ظاہر ہے تو ابو الاسود کو یہ چیز نہایت ہی ناگوار گذری عزم کیا کہ قرآن پر اعراب لگاؤں چنانچہ ابو الاسود نے دس اشخاص کو منتخب کر کے آیات قرآنیہ پر اعراب لگانے شروع کر دیے ابتدائی مرحلہ پر اعراب کا طریقہ یہ اختیار کیا آیات قرآنیہ کی سیاہی سے مختلف ایک رنگ سے نقطے

[1] الاتقان صفحہ ۱۷۵ جلد دوم عربی

قائم کئے کہ فتح کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ اور ضمہ کے لئے حرف کے کنارہ پر اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور تنوین کے لے دو نقطوں کو مقرر کیا گیا۔اس شکل سے قرآن از اول تا آخر معرب کر لیا گیا۔اس سے ایجاد کے بعد کئی بدعات کا اضافہ ہوا۔ملاحظہ ہو۔

مزید بدعات

کچھ عرصہ تک ابوالاسود کی صنعت چلتی رہی بعد کو امام النحو ابو عبدالرحمٰن خلیل کے زمانہ میں اس صنعت کو ترقی ہوئی اور فتح کے لئے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لئے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لئے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اس ایجاد نے ایسی ترقی اور مقبولیت اختیار کی کہ اعراب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ مصحف قرآنی پر اعراب اور نقطوں کی تعیین عبدالملک بن مروان کے حکم سے ہوئی اس کے واسطے حجاج بن یوسف مقام واسط میں فارغ و یکسو ہو کر بیٹھا اور اس عظیم الشان مقصد کے ساتھ حجاج نے قرآن کے اجزاء کا تجزیہ اور تیس پاروں پر تقسیم بھی کی۔تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حجاج ہی کے زمانہ میں اعشار اور رکوع مقرر کیے گئے۔

عبدالملک بن مروان نے اسی خدمت کے لئے حسن بصری اور یحییٰ بن یعمر کو بھی مقرر کیا زبیدی کتاب "الطبقات" میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مصحف پر نقطے ابوالاسود نے قائم کئے یحییٰ بن ابی۔۔۔بیان کرتے ہیں کہ ابتداء قرن میں مصحف قرآنی نقطوں اور اعراب سے خالی تھا سب سے اول امت کے علماء نے ب ت ث نقطے قائم کئے اور جمہور کی رائے بھی ہوئی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔یہ تو "نور علیٰ نور" ہے

پھر ختم آیات پر علامت کے طور پر نقطے لگائے گئے۔

(تفسیر قرطبی صفحہ ۲۳ جلد اول)

یہ جملہ محل نظر ہے اس کی تفصیل آئے گی۔انشاء اللہ تعالیٰ

انتبـــــاہ :۔مذکورہ بالا عبارات دیوبندی پارٹی کا ایک شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار (سندھ) نے اس بدعت پر تحسین و آفرین فرمائی ہے۔

بہر حال اس طرح امت نے کتاب الٰہی کی حفاظت اور اس کی خدمت کا اہتمام کیا کہ تاریخ عالم اس کی مثال سے عاجز ہے روئے زمین کے مسلمانوں نے مصاحف قرآنیہ کے لیے اسی طرز کو پسند کیا اور مشرق و مغرب کے تمام بلاد میں مصاحف قرآن اس طرح طبع ہونے لگے اور اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کتاب اللہ کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ بحمد و تعالیٰ پورا ہو کر رہا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح قرآن کریم محفوظ رہے گا کہ اس کے کسی زبر زیر میں کوئی تغیر و تبدیلی پر قادر نہ ہو سکے گا۔ الصحی ہو صفحہ ۲۴ اس سے پہلے بھی بدعت ہذا پر اظہار خیال فرمایا کہ اعراب قرآن شریف کی ایک اہم بنیاد اور صحت قرآن لئے۔۔۔تھا اللہ نے امت۔۔۔ برگزیدہ افراد کو اس کی توفیق دی کہ وہ اس عظیم خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

۳۰ پاروں کی تقسیم اور ان کے اسماء بدعت

حضور ﷺ بلکہ صدیوں تک قرآن مجید کی تقسیم ۳۰ پاروں پر اور ان کے اسماء مثلاً پارہ اول کا نام الـــم وغیرہ نہ تھے لیکن آج کل قرآن کریم تیس اجزاء (پاروں) کی تقسیم معنی کے اعتبار سے نہیں بلکہ بچوں کو پڑھانے کے لئے آسانی کے خیال سے تیس مساوی حصوں پر

تقسیم کردیا گیا ہے چونکہ بعض اوقات بالکل ادھوری بات پر پارہ ختم ہو جاتا ہے یقین کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تیس پاروں کی تقسیم کس نے کی ہے ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصحف نقل کراتے وقت انہیں تیس مختلف صحیفوں میں لکھوایا تھا لہذا یہ تقسیم آپ ہی کے زمانے کی ہے لیکن متقدمین کی کتابوں سے اس کی کوئی دلیل نہیں ملی ۔ البتہ علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے کہ قرآن کے تیس پارے مشہور چلے آتے ہیں مدارس کے قرآنی نسخوں میں ان کا رواج ہے۔

البرھان صفحہ ۲۵۰ جلد اول ومناہل العرفان جلد اول صفحہ ۴۰۲ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم عہد صحابہ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لئے کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

تبصرہ اویسی غفرلہ

صحاح ستہ کے علاوہ تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں حضور نبی کریم ﷺ کی تلاوت القرآن اور قراۃ القرآن فی الصلوۃ مندرج ہے۔

ہر جگہ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے فلاں نماز میں فلاں سورۃ پڑھی یہ کہیں نہیں کہ آپ نے فلاں نماز میں فلاں پارہ پڑھا یہی کیفیت صدیوں تک چلی آرہی ہے یہاں تک کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں قرآن مجید میں جب بھی کوئی نئی بدعت جاری ہوئی اسے تفصیل سے بتایا آخر میں ان کی یہ تحقیق خلاصہ کے طور پر عرض کروں گا (انشاء اللہ) ثابت ہوا کہ یہ دونوں بدعتیں دراصل ساٹھ بدعات ہیں تا نویں صدی تک ناپید ہیں اور اب ان کا اتنا غلبہ ہے کہ ہر ملک کے قرآن مجید انہیں بدعات پر مشہور ہیں یہ نظارہ مسجد نبوی شریف میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید غیر ممالک سے آتے ہیں

تیس پارے مع اسماء معروفہ مطبوعہ ہیں فقیر کا مخالفین پر سوال ہے کہ یہ ساٹھ بدعات تمہیں کیسے ہضم ہو رہی ہیں اور یہ بھی بتایئے ان بدعات کا موجد کون ہے اور کس تاریخ سے ان بدعات کا آغاز ہوا جب کہ تمہیں درود تاج شریف وغیرہ وغیرہ پر مصنف اور اس کی تاریخ آغاز وغیرہ پر اعتراض ہے تو قرآن مجید بھی پڑھنا چھوڑ دو۔

تیس پارے اور ان کے نام

امام سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث و روایات و اقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمائے اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد ۵۴۰ رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ۲۷ ویں شب میں شب قدر ختم ہو۔

جدول اسامی تیس پارہ قرآن شریف

الم ۱، سیقول ۲، تلک الرسل ۳، لن تنالوا ۴، والمحصنت ۵، لا یحب اللہ ۶

واذا سمعوا ۷، ولو اننا ۸، قال الملا ۹، واعلموا ۱۰، یعتذرون ۱۱، ومامن دآبۃ ۱۲

وما ابرئ ۱۳، ربما ۱۴، سبحن الذی ۱۵، قال الم ۱۶، اقترب ۱۷، قد افلح ۱۸

وقال الذین ۱۹، امن خلق ۲۰، اتل ما اوحی ۲۱، ومن یقنت ۲۲، ومالی ۲۳

فمن اظلم ۲۴، الیہ یرد ۲۵، حٰمۤ ۲۰، قال فما خطبکم ۲۷، قد سمع اللہ ۲۰

تبارک الذی ۲۹، عم ۳۰

قرآن مجید کی ہر سورۃ کے ابتداء میں

هذه سورة مكيه اور مدنيه وهى سبع آيات وغیرہ لکھنا بدعت ہے۔

آج وہ کون سا قرآن مجید ہے کہ جس کی ہر سورت کے آغاز میں نہ لکھا جاتا ہو کہ سورۃ مکیہ اور مدنیہ الخ اس سے پہلے زمانہ میں کتنا کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں اکابر کے چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ:

عن النخعی انه كان يكره العوا شروا والفواتح وتصغير المصحف وان يكتب فيه سورة كذا وكذا اية فقال عبدالله ابن مسعود كان يكره وقال الحليمي وتكره كتابة الاعشار والاخماس و اسماء السور وعدد الايات لقوله جردوا القرآن الخ

ترجمہ:۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ عواشر، فواتح کو اور حمائل معروفہ کو یونہی اعشار اور آیہ کا نشان لگانے کو مکروہ کہتے ہیں۔ یونہی ان کے ہاں ایک قرآن مجید لایا گیا اس کی ہر سورۃ پر اس کا نام لکھا تھا فرمایا اسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکروہ کہتے ہیں یونہی حلیمی نے فرمایا اعشار سورۃ اس دور سورتوں کے نام اور آیات کے نمبرات لکھنا مکروہ کیونکہ فرمان ہے قرآن کو تمام زوائد سے خالی رکھیں وہابی دیوبندی بتائیں کہ مذکورہ بالا امور لکھنا کس حدیث شریف میں یا کس زمانہ سے اس کا جواز نکل آیا اور کیوں

جب کہ اسلاف صالحین اسے مکروہ لکھ رہے ہیں۔

علامات رکوع (ع) بدعت ہے

اور ہے کہ قرآن مجید میں رکوع کی تعیین قرآن کریم کے مضامین کے لحاظ سے کی گئی ہے یعنی جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا وہاں رکوع کی علامت حاشیہ پر حرف عین (ع) بنا دی گئی۔ جستجو کے باوجود مستند طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ رکوع کی ابتداء کس نے کی اور کس دور میں کی البتہ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اس علامت کا مقصد آیات کی ایسی متوسط مقدار کی تعیین ہے۔ جو ایک رکعت میں پڑھی جا سکے اور ان کو رکوع اس لئے کہتے ہیں کہ نماز میں اس جگہ پہنچ کر رکوع کیا جائے۔

(فتاوی عالمگیری الفصل الرابع صفحہ ۶۳ جلد اول)

نوٹ:۔ قرآن مجید کی دیگر لاکھوں بدعات کے ساتھ یہ ۵۵ بدعات کو شامل کر لیجئے تا کہ بدعت کے مفتیان کرام کے قلوب جلنا چاہیں تو انہیں خوب جلائیں اجر عظیم حاصل ہوگا۔

علامات الربع، النصف، الثلث بدعت ہیں

قرآن میں ربع، النصف، الثلث

دور صحابہ ثلاثہ کے بعد یہ بدعات ایجاد کی گئیں اور تقریباً ہر ملک کے مطبوعہ قرآن مجید کے حاشیہ میں نمایاں لکھے نظر آتے ہیں اس بدعت پر بدعت کے مفتیوں نے کبھی کوئی آواز نہیں اٹھائی بلکہ اس پر سختی سے عامل ہیں۔

بدعت رموز اوقاف

تلاوت اور تجوید کی سہولت کے لئے ایک اور مفید کام یہ کیا گیا کہ مختلف

قرآنی جملوں پر ایسے اشارے لکھ دیے کہ جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس جگہ سانس لینا
کیسا ہے ان اشارات کو رموز اوقاف کہتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک غیر عربی
داں انسان بھی جب تلاوت کرے تو صحیح مقام پر وقف کر سکے اور غلط جگہ سانس
توڑنے سے معنی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو ان میں سے اکثر رموز سب سے پہلے علامہ
ابو عبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی نے وضع فرمائے اور النشر فی القرات العشر صفحہ
۲۲۵ جلد اول میں ان رموز کی تفصیل یہی ہے کہ جاننا چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت
کرنے والے کے لئے وقف اور وصل کا علم اہم اور ضروری ہے۔ اوقاف کے بغیر
معانی قرآن اور معارف کلام الٰہی سے واقفیت حاصل نہیں ہو سکتی اور اوقاف کے
ذریعہ مذہب حقہ اہل سنت وجماعت اور بد مذہب معتزلہ سے تمیز ہو سکتی ہے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ الکریم وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ترتیل کے
ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ اوقاف کا خیال رکھے اور حروف کو ٹھیک طرح
پر تجوید سے پڑھے۔ ابن الانباری فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی پوری معرفت بھی
حاصل ہوتی ہے جب وقف اور ابتداء کی پہچان ہو لہذا علم اوقاف قرآن کریم کا سیکھنا
اور سکھانا واجب ہے۔

امام نحاس فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علم اوقاف کو ایسا ہی سیکھتے تھے جیسے قرآن شریف کو
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے سورہ
بقرہ آٹھ سال میں پڑھی اور اس کے ختم پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا یعنی اونٹ ذبح کر
اور غرباء و مساکین وغیرہم کو کھلایا۔

(موطا امام مالک صفحہ ۷

انہیں سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر جب کوئی سورت نازل ہوتی
تھی تو ہم اس کے حلال اور حرام کو سیکھتے تھے اور ساتھ ہی اوقاف کا علم بھی (یعنی حلال
چیز کا استعمال اور حرام کام سے پرہیز کرتے تھے) آج کل یہ حالت ہے کہ ہم سارا قرآن
کئی بار اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہیں اور تراویح میں سن لیتے ہیں مگر ہم یہ نہیں
جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کا حکم فرمایا ہے کہ اس پر عمل کریں اور کس چیز سے منع
فرمایا ہے کہ اس سے باز رہیں لہذا ہم قسم قسم کے وبال میں مبتلا ہیں بلکہ اس بے عملی سے
ہلاکت اور تباہی کا اندیشہ ہے جیسا کہ پچھلی قوموں کے ساتھ ہوا اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو
نیک کاموں کی توفیق عطاء کرے۔

آمین بجاہ نبیک الکریم ﷺ

رموز اوقاف

یہ ہیں وقف کی رمزیں اے جان من　　سمجھ خوب لے گرچہ ہیں یہ کٹھن

م۔ یہ وقف لازم کی علامت ہے یہاں ٹھہرنا واجب ہے نہ ٹھہرے گا تو گنہگار ہوگا بلکہ
بعض جگہ نہ ٹھہرنے سے خوف کفر ہے۔

ط۔ علامت وقف مطلق کی ہے یہاں بھی وقف (ٹھہرنا) ضرور ہے نہ کرنے میں گناہ
نہیں مگر ثواب سے محرومی ہے۔

ج ۔ وقف جائز کی علامت ہے اگر وقف کرے یا نہ کرے جائز ہے لیکن کرنا بہتر ہے

ز ۔ علامت وقف مجوز کی ہے یہاں وصل (ملانا) کرنا بہتر ہے اگر دم ٹوٹے تو وقف

کردے کچھ مضائقہ نہیں۔

ص ۔علامت وقف مرخص کی ہے یعنی رخصت اس کا حکم بھی مثل زا کے ہے۔

لا ۔علامت عدم وقف (یعنی وقف نہ کرے) کی ہے بہتر یہ ہے کہ وقف نہ کرے اور اگر دم ٹوٹ جائے تو بعض کے نزدیک دوبارہ وصل کرلے۔

قف ۔یوقف علیہ (اس مقام پر ٹھیرا جاتا ہے) کی علامت ہے جہاں یہ گمان ہو کہ پڑھنے والا وصل کرلے گا وہاں قف (ٹھیر جانا) کی علامت لکھی جاتی ہے۔

سکتہ ۔یہاں ذرا سا ٹھیر جائے سانس نہ توڑے۔

وقفہ ۔لمبے سکتے کی علامت ہے یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں پڑھنے والا اس سے کم ٹھیرے۔

صل ۔قد یوصل (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) یہاں ترک وصل اولی اور وقف احسن ہے۔

صلے ۔الوصل اولی کی علامت ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

۔آیت کی علامت ہے یہاں وقف کیا جائے اگر آیت پر (لا) ہو تو ترک وقف اولی ہے ہاں بضرورت ٹھیر جائے قرآئیں بھی سورۃ فاتحہ میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ ۙ

بعض لوگ عالمین پر بلا ضرورت وقف کرتے ہیں حالاں کہ مطلق صِرَاطَ الَّذِیْنَ پر ہے اس پر امام جزری (شافعی) کی کتاب سے استشہاد کیا جاتا ہے کہ ابی علیہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب تلاوت کرتے تو

فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر وقف کرتے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتے تو وقف کرتے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر اسی طرح الخ

(زبدہ بحوالہ جهد المقل للمرعشی صفحہ ۷۷ مطبوعہ میرٹھ)

لیکن مشکوۃ صفحہ ۱۹۱ مجتبائی باب آداب القرآن اور اس کے حاشیہ پر اور اشعة اللمعات شرح مشکوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۳ نولکشوری اور مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ میں ہے کہ ابو طیکہ لم یدرک ام سلمہ) یعنی ابو طیکہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں پایا لہذا بعضوں نے کہا کہ یہ روایت (جزری) لائق حجت کے نہیں اور نہیں پسند کرتے ہیں اہل بلاغت اور وقف تام مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر ہے (عالمین پر نہیں) اس لئے کہ حدیث لیث کی صحیح تر ہے۔ (طیبی)

جمہور نے جواب دیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا وقف کرنا اس لئے تھا کہ معلوم کروادیں سننے والوں کو سرے آیتوں کے واللہ اعلم حنفیہ کے نزدیک بھی مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر ہی وقف کرتے ہیں الرحمٰن کے الف پر جو بعض لوگ زبر پڑھتے ہیں وہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ رسم الخط عرب وعجم مصر وغیرہ مطبوعہ کلام مجید میں کسی میں بھی الرحمٰن کے الف پر زبر نہیں۔

بدعت مراقبہ

اگر کوئی عبارت تین تین لفظوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ پہلے تین نقطوں پر وقف کرے دوسرے نقطوں پر وصل کرلے یا پہلے پر وصل دوسرے پر وقف اس کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

تمام قرآن میں معانقے متقدمین کے نزدیک ۱۶ میں اور متاخرین کے نزدیک ۱۸ ایسے بھی

اکثر قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بدعت ہے۔

قرآن کی منزلیں

قرآن کریم کی سات منزلیں ہیں اور فمی بشوق کے جملہ میں جمع ہیں یعنی

منزل اول:۔ سورۃ فاتحہ سے شروع ہو کر سورہ نساء کے اخیر تک تقریباً سوا چھ پاروں کی ہے۔

منزل دوم:۔ سورہ مائدہ سے سورہ توبہ کے اخیر تک تقریباً پانچ پارہ کی۔

منزل سوم:۔ سورہ یونس سے سورہ نحل کے اخیر تک پونے چار پارہ کی۔

منزل چهارم:۔ سورہ بنی اسرائیل سے سورہ فرقان کے اخیر تک سوا چار پارہ کی ہے۔

منزل پنجم:۔ سورہ شعراء سے سورہ یسین کے اخیر تک چار پارہ کی۔

منزل ششم:۔ سورہ والصافات سے سورہ حجرات تک ساڑھے تین پارہ کی۔

منزل هفتم:۔ سورہ ق سے اخیر قرآن تک سوا چار پاروں کی ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم ایک ماہ میں ختم کرلیا میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے فرمایا دس دن میں پھر عرض کیا مجھ میں اس سے بھی زیادہ قوت ہے تو فرمایا سات دن میں اور اس پر نہ بڑھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب جمعہ کو قرآن شریف شروع فرماتے اور پنجشنبہ کو ختم کرتے شاید سات منزلیں فمی بشوق کی یہیں سے نکالی ہیں تین دن سے کم قرآن کا ختم خلاف اولیٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا اس نے سمجھا نہیں۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

اس شخص کے لئے جسے حفظ و آسانی اور وسعت زمانہ میں ہو اور جب خرق عادت بھی ہو جیسے تو کوئی حرج نہیں اکثر صحابہ ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۴ سال ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے رہے بعض نے مغرب اور عشاء کے مابین چار ختم کئے یہ بطور کرامت ہے۔ (خیرات الحسان وغیرہ)

رموز اوقاف

سہولت کے لئے نقشہ ذیل پر غور فرما رہے ہیں۔

۔ جہاں آیت کی علامت ہو وہاں ٹھہرنا چاہئے۔

م۔ اس جگہ وقف کرنا ضرور ہے اور نہ کرنا برا ہے بلکہ بعض جا خوف کفر ہے۔

ط۔ یہ وقف مطلق کی علامت ہے ٹھہرنا چاہئے۔

ج ۔ یہاں وقف ووصل دونوں برابر ہیں۔

ز۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص ۔ وقف مرخص اس جگہ دم ٹوٹا جاتا ہو تو وقف جائز ورنہ وصل بہتر ہے۔

صلے ۔ مخفف وصل اولیٰ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق۔ قیل علیہ الوقف ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

قف۔ صیغہ امر از وقف یہاں وقف کرنا درست ہے اگر نہ ٹھہرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

سکتہ۔ یہاں پر تھوڑا ٹھہرے سانس نہ توڑے۔

وقفہ۔ سکتہ طویل کی علامت یعنی سانس لینے سے کم ٹھہرے سانس کو نہ توڑے۔

لا۔ بغیر آیت کے ہو تو وہاں ہرگز نہ ٹھہرے۔

صل۔ صیغہ امر از وصل ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ضبح۔ جہاں دو علامتیں ہوں ان میں سے اوپر کی علامت کا اعتبار کرنا چاہیے۔

قرآن کی منزلیں یعنی جدول منازل فمی بشوق

سہولت کے نقشہ ذیل پر غور فرمائیں۔

ف	م	ی	ب	ش	و	ق
مراد سورہ فاتحہ	سورہ مائدہ	سورہ یونس	سورہ بنی اسرائیل	سورہ شعراء	سورہ الصفٰت	سورہ ق
منزل اول	منزل دوم	منزل سوم	منزل چہارم	منزل پنجم	منزل ششم	منزل ہفتم
اول سورہ	سورہ مائدہ	سورہ یونس	بنی اسرائیل	سورہ شعراء	سورہ الصفٰت	سورہ قاف
فاتحہ سے	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز	سے بروز
روز جمعہ آخر	ہفتہ آخر سورہ	یکشنبہ آخر سورہ	دوشنبہ آخر	سہ شنبہ آخر	چہار شنبہ آخر	پنجشنبہ آخر

فاتحہ تک	بمائدہ تک	سورہ نحل تک	سورہ فرقان تک	سورہ یسین تک	سورہ حجرات تک	قرآن شریف تک

بیان قرآن شریف کے حرفوں کے زیر، زبر، پیش

مع دیگر حرکات ونقاط وکلمات وآیات وغیرہ

بدعات کے خلاصے

نقاط: ۱۰۵۶۸۴، مدات: ۱۷۷۱، تشدیدات: ۱۲۵۳، سورتہا: ۱۱۴، رکوعہا: ۵۴۰، اعشار کوفی: ۴۴۳، اعشار بصری: ۲۲۳۱، اخماس کوفی: ۸۴۷، اخماس بصری: ۱۲۳۶، آیات کوفی: ۶۲۳۶، آیات بصری: ۶۲۱۲، آیات شامی: ۶۲۹۰، آیات مکی: ۶۲۱۲، آیات مدنی: ۶۲۱۴، آیات عامہ: ۶۶۶۶، کلمات: ۸۶۴۳۰، حروف: ۳۲۱۲۶۷۰، فتحات: ۵۳۲۲۳، ضمات: ۸۸۰۴، کسرات: ۳۹۵۸۲۔

مع ۵ اعند المتقدمین مع ۱۸ اعند المتاخرین، سجدہ ۱۴ اتفاقی، سجدہ ۱۱۵ اختلافی۔

قرأت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی کل آیتوں میں ایک ہزار آیت وعدہ ایک ہزار وعید، ایک ہزار امر، ایک ہزار نہی، ایک ہزار مثل، ایک ہزار قصص، پانچ سو آیت حلال وحرام، ایک سو دعیہ اور ۱۲۶ آیتیں منسوخ شامل تلاوت قرآن مجید ہیں

مخارج حروف کے بیان میں

ء ہ ابتدائے حلق سے۔

ع ح وسط حلق سے۔

ع غ، انتہائے حلق سے۔

ق، ابتدائے بیچ زبان اور اوپر تالو سے۔

ک، ابتدائے بیچ زبان سے اور اوپر کے تالو سے تھوڑا سا قاف کے مخرج سے ہٹ کر

ج ش ی، زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے۔

ض، زبان کے کنارے اور داڑھوں کے گرہ کے پاس سے یعنی سارے کنارے زبان کے لگانے سے بائیں طرف کے اوپر داڑھوں کی جڑ سے یا سیدھی طرف سے مگر بائیں طرف سے آسان ہے۔

ل، زبان کی نوک کے پاس اور اوپر کے تالو سے۔

ن، زبان کے سرا اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔

زبان کے سرا اوپر کے دانتوں کے نیچے سے بعد ان کے مخرج کے۔

ط د ت، زبان کے سرا اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔

ظ ذ ث، زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے۔

ف، نیچے کے دانت کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کاٹ سے۔

ب م ن، ہونٹوں کے بیچ میں سے ہے۔

نوٹ:۔ مخارج حروف کی تعلیم و مشق بدعت ہے۔

تعداد ہر حرف مفرد کلام مجید

الف:۴۸۸۵۶ ، ب:۱۱۴۲۸ ، ت:۱۰۱۹۹ ، ث:۱۲۷۶

ج:۳۲۷۳ ، ح:۳۷۹۳ ، خ:۲۴۱۶ ، د:۵۶۰۲

ذ:۴۶۷۷ ، ر:۱۱۷۹۳ ، ز:۱۵۹۰ ، س:۵۸۹۱

ش:۲۲۵۳ ، ص:۲۰۱۳ ، ض:۱۶۰۷ ، ط:۱۲۷۷

ظ:۸۴۲ ، ع:۹۲۲۰ ، غ:۲۲۰۸ ، ف:۸۴۹۹

ق:۶۸۱۳ ، ک:۹۵۰۰ ، ل:۳۰۴۳۲ ، م:۲۶۵۶۰

ن:۴۵۱۹۰ ، و:۲۵۵۳۶ ، ہ:۱۹۰۷۰ ، لا:۴۷۲۰

ی:۴۵۱۱۹

بدعت اخماس اور اعشار

قرون اولی کے قرآنی نسخوں میں ایک اور علامت کا رواج تھا اور وہ یہ کہ ہر پانچ آیتوں کے بعد حاشیہ پر لفظ خمس یا خ اور ہر دس آیتوں کے بعد لفظ عشر یا ع لکھ دیتے تھے پہلی قسم علامتوں کو اخماس اور دوسری قسم کی علامتوں کو اعشار کہا جاتا تھا مناھل العرفان صفحہ ۴۰۳ میں ہے کہ علماء متقدمین میں یہ اختلاف بھی رہا ہے کہ بعض حضرات ان علامتوں کو جائز اور بعض مکروہ سمجھتے تھے یقینی طور سے یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ یہ علامتیں سب سے پہلے کس نے لگائیں ایک قول یہی ہے کہ اس کا موجد حجاج بن یوسف تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے عباسی خلیفہ مامون نے اس کا حکم دیا تھا۔

(البرہان صفحہ ۲۵۱ جلد اول)

لیکن یہ دونوں اقوال اس لئے درست معلوم نہیں ہوتے کہ خود صحابہ کے زمانے میں اعشار کا تصور ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اعشار کا نشان ڈالنے کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن طریقہ اب متروک ہے مکروہ ہونے کے باوجود خیر القرون میں صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اس بدعت کے عامل تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۹۷ جلد سوم)

قرآن کریم کی طباعت کے لئے بدعت پریس

جب تک پریس ایجاد نہیں ہوا تھا قرآن کریم کے تمام نسخے قلم سے لکھے جاتے تھے اور اس دور میں ایسے کاتبوں کی ایک بڑی جماعت موجود رہی ہے جس کا کتابت قرآن کے سوا مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم کے حروف کو بہتر سے بہتر انداز میں لکھنے کے لئے مسلمانوں نے جو محنتیں کی اور جس طرح اس عظیم محنت کے ساتھ اپنے والہانہ شغف کا اظہار کیا اس کی ایک بڑی مفصل اور دلچسپ تاریخ ہے جس کے لئے مستقل تصنیف چاہئے یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں پھر جب پریس ایجاد ہوا تو سب سے پہلے ہمبرگ کے مقام پر ۱۱۱۳ھ میں قرآن کریم طبع ہوا جس کا ایک ایک نسخہ اب تک دار الکتب العربیہ میں موجود ہے۔

نوٹ:۔ کوئی کہے کہ یہ ایک ضرورت تھی جس کے بغیر قرآن کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی ہم بھی کہتے ہیں کہ اسلام کے کسی امر کے لئے کسی دوسرے نئے امر کو کام میں لانا بدعت ہے لیکن ایسی بدعت سیئہ (بری) نہیں بلکہ اس کا نام بدعت حسنہ ہے اس پر عند اللہ اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے اور یہ بدعت حدیث کل بدعۃ ضلالۃ کی زد میں نہیں آئے گی۔

(ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون)

یسرنا القرآن۔ نورانی قاعدہ، ملتانی قاعدہ تو بھی بدعت ہیں۔

یہ قاعدے قرآن مجید کی تعلیم سے پہلے بچوں کو پڑھانا واجب سمجھا جاتا ہے لیکن ہیں یہ بدعت چودھویں صدی کی پیداوار ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے اس نام "یسرنا القرآن" کا قاعدہ قادیانیوں کی۔۔۔۔۔ لکھا تھا۔

(ماہنامہ اسرار تصوف لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۲۵ء)

تبصرہ عنوان میں لکھا ہے کہ

یسرنا القرآن:۔ عموماً ہر مسلمان پڑھتا ہے اور تقریباً مدارس و مکاتیب اور ہر چھوٹے دیہات و بلاد میں اس کا بڑا رواج ہے لیکن اس کی بدعت سے کسی کو خوف نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم کے لئے اس قاعدہ کو نہایت لازم سمجھا جاتا ہے جب کہ کسی کو قرآن پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے تو اسے یہی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور یہ مختلف مؤلفین کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ بدعت کی رٹ لگانے والے سوچ کر جواب دیں کہ یسرنا القرآن کی بدعت پر عمل کیوں جب کہ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اس کا موجد مرزائی فرقہ ہے جو بالاتفاق کافر و مرتد ہے اگر نہ سہی تو ہم سے درود تاج اور دیگر دینی امور کی تاریخ اور اس کے مؤلف، کے متعلق ستانا بے سود ہے۔

ثابت کیجئے کہ یسرنا القرآن وغیرہ کا وجود خیر القرون میں تھا۔ بعد کو کب سے یہ شامل اسلام ہوا اور اس کی تعلیم و تدریس حرام ہے یا جائز؟

تحفہ

وہابی، دیوبندی عجیب مخلوق ہے کہ میلاد شریف کو بدعت اس لئے ٹھہراتے

ہیں کہ میلاد شریف بعینہٖ کذائیہ کا موجد ایک اربل بادشاہ تھا اس لئے حرام ہے اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تحفۂ اربل" میں ہے لیکن وہابیوں دیوبندیوں کو حجاج ظالم اور مرزائیوں کی ایجاد کردہ بدعات حلال اور قابل عمل۔

دیواروں کا آیات قرآنیہ سے سجانا

آج کل سنی مسلمان جس میں دیوبندی وہابی بھی شامل ہیں کہ دیواروں بالخصوص مساجد کی دیواروں کو آیات قرآنی سے سجاتے ہیں مساجد کی دیواریں آیات قرآنیہ سے مزین کی جاتی ہیں اس بدعت کے خلاف کبھی وہابیت اور دیوبندیت نہیں بولی۔

مزید برآں

نہ صرف دیواروں پر قرآن مجید لکھنا بلکہ مساجد کو عروس کو اور سے بڑھ کر سنوارا جاتا ہے پھر اس کارروائی پر خوشی سے جھوم کر پڑھا جاتا ہے۔

اگر جنت الفردوس بر زمین است

ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حالاں کہ ایسے تزئین اور نقش ونگاری کو خیر القرون میں کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تفصیل فقیر کی کتاب "بدعات مساجد" میں دیکھئے۔

صدق اللہ بدعت ارحج

ہر مسلم فرقہ تلاوت کے بعد خواہ وہ جلسہ ہو یا کوئی محفل تلاوت قرآن کے بعد صدق اللّٰه العلی العظیم وصدق رسوله النبی الكريم یا آمنت باللّٰه الخ پڑھا جاتا ہے اور یہ مستحب ہے لیکن بدعت اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں

نہ ہی خیر القرون میں اس کا وجود تھا۔

دعائے ختم القرآن

مروجہ دعا ختم القرآن جو ہر ختم القرآن پر من الجنة والناس کے بعد پڑھی جاتی ہے اور نجدی تو ابن تیمیہ کے عشق میں اس کی تیار کردہ دعائے ختم القرآن تراویح کی آخری رکعت میں نماز کے اندر پڑھتے ہیں یہ بدعت بھی ہے اور مفسد نماز بھی لیکن روکے کون۔ یہ تو ان امور پر مرتے ہیں جو رسول اللہ یا اولیاء اللہ سے متعلق ہوں گے۔

نجدی بدعت

حرمین شریفین کی تراویح آپ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ امام کے پیچھے سامع قرآن کھول کر سن رہا ہے قرآن غلطی بتاتا ہے یہ بدعت سیئہ سے بھی بڑھ کر بلکہ مفسد ہے لیکن نجدی سلطنت میں ہو رہا ہے کہ اس لئے وہابیہ کے نزدیک سنت ہوگی۔

جیبی سائز قرآن چھاپنا بدعت

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا۔

عظموا كتاب الله تعالىٰ   کتاب اللہ کی عزت وعظمت کا خیال رکھو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خفیف سے لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خفا ہوئے

جیبی حمائل بدعت

صحابہ کرام کے نزدیک جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی

حمائل شریف وغیرہ کلاں تختی سے گھبراتے ہیں حمائل شریف کا جتنا چھوٹا سائز ہو اسے ترجیح دی جاتی ہے۔ بلکہ آج کل تو تعویذی قرآن مجید بھی عام ہو گئے ہیں اور اس بدعت کا دیوبندیوں، وہابیوں کے پاس کیا جواب ہے کیا کبھی اس بدعت کے خلاف بھی انہوں نے نعرہ حق بلند کیا ہے کیا وہ خود اس بدعت کے ارتکاب میں ناشرین وتاجرین کے ساتھ شریک تو نہیں ہیں۔

دیواروں کی کتابت

دیواروں وغیرہ پر خواہ مساجد کی ہوں یا مکانوں کی پہلے زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

قال اصحابنا وتكره كتابة القرآن على الحيطان ولاجدار ان وعلى السقوف اشد كراهة (اتقان)

فائدہ: لیکن اس کراہت اور مکروہ عمل کو دیوبندی زیادہ ہڑپ کر رہے ہیں ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ دیواروں اور چھتوں پر قرآن لکھنا مکروہ ہے۔

قرأة بلا فہم بدعت ہے

تلاوت قرآن مجید تجوید سے ہو یا سادہ بلا فہم معانی بدعت ہے سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی تیسیر العزیز المجید صفحہ ۳۴۲ پر لکھا ہے کہ

القراء قاری کی جمع ہے اسلاف کے نزدیک وہ ہیں جو قرآن کی تلاوت معنی سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کے معنی سمجھے بغیر پڑھنا ان میں کوئی نہ تھا یہ بدعت بعد کو ظاہر ہوئی۔

فائدہ: دور حاضر میں تجوید وتحفیظ وتدریس قرآن عام ہے لیکن سمجھ کر پڑھنا دیں فی

صد ہے اس فتوی پر نوے فی صد بدعتی ہیں اب یہ بدعت عوام اور اہل اسلام کے نزدیک ثواب بھی جاتی ہے لیکن نجدیوں سعودیوں دیوبندیوں اور وہابیوں کو مشکل در پیش ہے کہ وہ اس کار خیر کے ٹھیکیدار بھی ہیں لیکن بدعتی بھی!

ناظرہ قرآن پڑھنا بدعت ہے

ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں موجودہ صورت میں قرآن مجید یکجا مجلد نہ تھا عرصہ دراز تک لوگ اسے یاد پڑھتے رہے جب قرآن مجید مصاحف کذائیہ اوراق میں مجموعہ اور مجلد کی صورت میں تیار کیا گیا تو اسے ناظرہ مسجدوں اور گھروں میں پڑھا جانے لگا لطف یہ ہے کہ یہ کارنامہ بھی حجاج بن یوسف ظالم کے دور کا ہے

(وفا مارۃ صفحہ ۳۱۷ جلد دوم)

افسوس تو یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اس ظالم کی ہر بدعت قبول ہے لیکن میلاد شریف سے اتنی ضد کہ ایک نیک اور عادل بادشاہ اربل کو ظالم اور فاسق قرار دے کر دل کی خوب بھڑاس نکالی (تفصیل فقیر کی کتاب تحفہ اربل میں ہے)

نجدی بدعت

نجدیوں کے دور سے حرمین شریفین میں خصوصاً اقی بلاد میں عموماً یہ بدعت عام ہے۔

يستحب تقبيل المصحف لان عكرمه بن ابى جهل رضى الله تعالىٰ عنه كان يفعله بالقياس على تقبيل الحجر ولانه هدية من الله تقبيله فشرع تقبيله كما يستحب تقبيل الولد الصغير (اتقان)

قرآن مجید کا چومنا اس لیے مستحب ہے کہ اسے عکرمہ ابی جہل چوما کرتے تھے اور وہ اسے حجر اسود کے چومنے پر قیاس کرتے تھے اور اس لئے بھی کہ یہ خدا کا تحفہ ہے تو جس طرح چھوٹے بچے کا چومنا مستحب ہے اس طرح قرآن پاک کو چومنا بھی مستحب ہے۔

فائدہ: لیکن دیوبندی وہابی پارٹی نے اس عمل کو بھی بدعت جیسے مذموم اور مقبوح جملے سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔

زینت القرآن

قرآن مجید کو سنگار نا اور اسے مدحل وغیرہ پر رکھنا مستحب تو ہے لیکن خیر القرون میں اس کا وجود ہرگز نہیں تھا اس کے باوجود ہم تو بلا انکار اس کے عامل ہیں لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لئے ہے کہ انکی یہ بدعت ایسی چمٹی ہوئی ہے جس سے جان چھڑانا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

زر وسیم

چاندی اور سونے سے قرآن کو سنگارنا بھی جائز ہے اگر چہ اس کا وجود خیر القرون میں نہ تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

عن الولید بن مسلم قال سألت مالکا عن تفضیض المصاحف فاخرج الینا مصحفا فقال حدثنی ابی عن جدی انھم جمعوا القرآن فی عھد عثمان وانھم فضضوا المصاحف علی ھذا ونحوہ ۔ ولید بن مسلم سے ہے فرمایا میں نے امام مالک سے قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے سنگارنے کے متعلق سوال کیا تو

انہوں نے مجھے ایک قرآن مجید دکھایا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے قرآن مجید حضرت عثمان کے زمانہ میں جمع کیا اور سونے وغیرہ سے لکھا۔

بیع و شراء

قرآن مجید کی بیع و شراء سخت سے سخت حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ عن عمر ابن مسعود انھما کرہ بیع المصاحف وشراء ھا وان یستاجر علی کتابھا۔

فائدہ: یہ بدعت دیوبندیت و غیر مقلدیت کے حلقات میں اتنی بکثرت ہے کہ بعضوں سے انکار وجود بھی اسی بدعت کے دم وکرم پر قائم ہے کیونکہ ان لوگوں کا قرآن فروشی کا پیشہ آباؤ اجداد سے چلا آرہا ہے۔

قیام تعظیم

قرآن پاک کی تعظیم کے لئے اٹھنا مستحب ہے اگر چہ یہ عمل دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ نہیں لیکن اسے فقہاء کرام نے مستحبات سے گنا ہے چنانچہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ویستحب ان یقوم للمصحف اذا قدم بہ علیہ لان القیام مستحب للفضلاء من العلماء والاخیار فالمصحف اولیٰ وقد قررت دلائل استحباب القیام فی الجزء الذی جمعتہ فیہ۔

ممکن نہ بلکہ یقین ہے کہ استحباب سے دیوبندی اور وہابی انکار کریں گے کیونکہ جب انہیں علماء فضلاء کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے نفرت

صرف انکار بلکہ اس کے لئے کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام للقرآن کو مستحب مانتے ہیں اسی لئے یہ استحباب اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن پھر بھی بدعت مانتے ہیں۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

القیام للمصحف بدعة لم تعهد فی الصدر الاول

فائدہ، لیجئے صدر اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں۔

وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک بدعت حسنہ ہے جیسے قائد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا تو دیوبندیوں اور وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ان کو جانی نقصان پہنچایا ہے دیوبندی اور وہابی پارٹی کو چاہئے کہ وہ فتویٰ جو اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا لگایا ہے وہی فتویٰ امام نووی و امام سیوطی و دیگر اسلاف پر بھی چسپاں کریں ورنہ خدا کا خوف کر کے اپنے باطل ارادوں سے تائب ہو جائیں۔

چومنا بدعت

قرآن پاک کو چومنا مستحب اس کے استحباب پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے داری شریف کی ایک حکایت لکھی ہے وہ یہ ہے کہ فی مسند داری کان یضع المصحف علی وجهه ویقول کتاب ربی کتاب ربی اور امام سیوطی نے تو اس کے استحباب پر عقلی نقلی دلائل بھی لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

یستحب تقبیل المصحف لان عکرمة بن ابی جهل رضی الله

تعالیٰ عنہ کان یفعله بالقیاس علی تقبیل الحجر ولانه هدیة من الله تقبیله فشرع تقبیله کما یستحب الولد الصغیر۔ لیکن دیوبندی، وہابی پارٹی نے اس عمل کو بدعت جیسے مذموم اور مقبوح جملہ سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے بدعت بھی کہتے ہیں اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں بدعت اور کہاں استحباب۔

تصانیف علوم قرآن بدعت ہے

علوم قرآن میں عربی فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم ہزاروں وہ ہیں جو فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم قرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ علمیہ چھوڑا ہے۔

فقیر یہاں چند نمونے اس لئے بھی مختصر کرتا کہ کتاب ضخیم بھی نہ ہو اور موضوع بھی منضبط ہو جائے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان میں قرآن مجید میں بدعات پر تصانیف کا ذکر فرمایا فقیر فہرست بدعات القرآن کے عنوان سے اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہے۔

۱۔ تعداد الآیات کے موضوع پر قراء کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر اس پر مفصل بحث فرمائی ہے اہل علم اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

۲۔ وقف اور ابتداء کی شناخت پر بہت سے علمائے کرام نے دریا بہائے ہیں۔ اہل علم کے لئے قابل مطالعہ بحث ہے۔

اس امالہ اور فتح پر بعض قراء نے مستقل کتابیں لکھیں ہیں ان میں ایک تصنیف کا نام ہے قرۃ العینین الامالۃ بین الفظین اس کے بعد امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے طویل بحث لکھی ہے۔

۴۔ ادغام، اظہار، اخفاء، اقلاب اس میں قراء کی ایک جماعت نے مستقل تصنیفیں لکھی ہیں اس کے بعد امام موصوف نے تحقیق کے دریا بہائے ہیں۔

۵۔ مد و قصر اس پر بھی قراء کی ایک جماعت نے مستقل تصنیف کی ہے پھر طویل بحث فرمائی جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

۶۔ تجوید بے حد ضروری ہے بہت سے لوگوں نے اس کے متعلق مستقل اور مبسوط کتابیں لکھیں پھر مفصل مضمون سپرد قلم فرمائے۔

۷۔ قرآن کی تلاوت اور اس کے آداب اس پر بھی ایک جماعت عاشقان علم کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

۸۔ قرآن کے غریب و کم مستعمل الفاظ پر بے شمار علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اس کے بعد تحقیق قابل مطالعہ ہے۔

۹۔ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کا استعمال اس پر خود امام سیوطی کی ایک تصنیف ہے المھذب فیما وقع فی القرآن المعرب پھر اس کی خود تلخیص فرما کر اتقان

میں درج فرمائی ہے۔

۱۰۔ اعراب القرآن علماء کی ایک جماعت نے اس عنوان پر مستقل تصنیف کی ہیں۔

عہد صحابہ میں فن تفسیر قرآن کی سب سے پہلی تفسیر

پہلی صدی ہجری میں قرآن کی تفسیر سب سے پہلے سید المسلمین حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی موصوف کا انتقال عہد فاروقی میں ہوا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عہد فاروقی یا عہد صدیقی کی تالیفات میں سے ہے۔

بدعت تصنیف فضائل قرآن

اسلام میں جس طرح قرآن مجید سب سے پہلے کتابی صورت میں مرتب ہوا اسی طرح اس کے علوم پر بھی کام کا آغاز سب سے پہلی صدی ہجری کے اوائل میں علوم قرآنیہ میں سے فضائل قرآن پر کام ہوا یہ موضوع جتنا اہم ہے قدرت نے اس کے لئے اتنی ہی اہم شخصیت کا انتخاب بھی کیا اور یہ کام سید القراء صحابی رسول حضرت ابو المنذر ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۹ھ) کے ہاتھوں پایہ تکمیل پہنچا موصوف نے سب سے پہلے اس موضوع پر کتاب فضائل قرآن لکھی ان کی یہ تصنیف علوم قرآن پر عہد اسلام کی غالباً سب سے پہلی تصنیف ہے۔

نقط مصاحب پر پہلی تصنیف

پہلی صدی ہجری مصاحف پر سب سے پہلے کبار تابعین میں سے قاضی بصری ابو الاسود دؤلی (المتوفی ۶۹ھ) نے جن سے ارباب سنن نے روایت کی ہے ایک مختصر رسالہ لکھا۔

اسباب نزول پر پہلی تصنیف

پہلی صدی ہجری کے اختتام پر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن مجید کے اسباب نزول پر سب سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نامور شاگرد حضرت عکرمہ مدنی مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (المتوفی ۱۰۷ھ) نے جن سے بخاری اور دیگر صحاح نے روایت کی ہے کتاب لکھی جس میں وہ تمام معلومات جمع کیں جو موصوف نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھیں۔

مقطوع و موصول قرآن پر پہلی کتاب

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں کبائر تابعین اور قرأ سبعہ میں سے قاضی دمشق عبداللہ ابن عباس (المتوفی ۱۱۸ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے مقطوع اور موصول پر کتاب تصنیف کی جو مقطوع القرآن و موصول کے نام سے موسوم ہے۔

غریب القرآن پر سب سے پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ابان بن تغلب بکری الکوفی (المتوفی ۱۴۱ھ) نے جن سے امام مسلم اور ارباب سنن نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کے غریب الفاظ کو جمع کیا اور غریب القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کی۔

ناسخ و منسوخ پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں مشہور مفسر اور فقیہ خراسان مقاتل بن سلیمان (المتوفی ۱۵۰ھ) اور علامہ حسین بن واقد المروزی (المتوفی ۱۵۷ھ) نے قرآن مجید

کے ناسخ و منسوخ پر قلم اٹھایا اور کتاب الناسخ والمنسوخ لکھی الحمدللہ اکابر کے فیض سے فقیر کی الناسخ والمنسوخ تصنیف مطبوعہ ہے۔

وجوہ و نظائر قرآن پر پہلی کتاب

اسی زمانہ میں قرآن مجید کے وجوہ و نظائر پر کام ہوا اور مقاتل بن سلیمان قاضی مرو حسین بن واقد مروزی (المتوفی ۱۵۷ھ) نے جن سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اسی موضوع پر کتاب وجوہ القرآن تصنیف کی۔

متشابہ القرآن پر پہلی کتاب

متشابہ القرآن پر بھی غالباً سب سے پہلے مقاتل بن سلیمان نے کتاب لکھی

حروف قرآن پر پہلی کتاب

اسی زمانہ میں قرآن مجید کے حروف پر سب سے پہلے امام ابو عمر بن العلاء المصری (المتوفی ۱۵۴ھ) نے جن کا شمار قرأ سبعہ میں ہے اور بخاری و مسلم نے ان سے روایت کی ہے کہ حروف القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کی۔

قرآن پر پہلی تصنیف

اسی طرح قرأت کے موضوع پر بھی غالباً سب سے پہلے ابو عمرو بن العلاء نے کتاب القرأت تصنیف کی ان کے ہم عصر ابان بن تغلب اور مقاتل بن سلیمان نے بھی کتاب القرأت لکھی تھیں۔

احکام القرآن پر پہلی تصنیف

اسی زمانہ میں احکام القرآن کے موضوع پر سب سے پہلے محمد بن السائب کلی

المتوفی ۱۳۶ھ نے غالباً سب سے پہلے کتاب احکام القرآن لکھی۔

اجزاء القرآن پر تصانیف

اسی زمانے دوسری صدی ہجری میں اجزائے قرآن پر کام کا آغاز ہوا اور اس فن پر پہلے قرأ سبعہ میں سے امام ابو عمارہ حمزہ بن حبیب کوفی المتوفی ۱۵۸ھ نے کتاب اسباع القرآن اور امام نافع بن عبدالرحمٰن مدنی (المتوفی ۱۶۹ھ) نے کتاب العواشد تصنیف کی اور محمد بن السائب کلبی نے کتاب تقسیم القرآن لکھی

وقف وابتداء پر پہلی تصانیف

اسی طرح وقف وابتداء کے موضوع پر کام کا آغاز بھی انہی ایام میں ہوا چنانچہ حمزہ بن حبیب نے کتاب الوقف والابتداء لکھی اور وقف تام کے موضوع پر امام نافع بن عبدالرحمٰن نے کتاب وقف التمام تصنیف کی پھر وقف وابتداء کے موضوع پر امام کسائی کے استاذ شیخ محمد بن علی الرواسی نے جن کو نحویان کوفہ کے مسلک پر کتاب لکھنے میں اولیت کا شرف حاصل ہے اس فن پر دو چھوٹی بڑی کتابیں الوقف والابتداء الکبیر اور کتاب الوقف والابتداء الصغیر لکھیں شیخ رواسی کی کتاب معانی القرآن کا چرچا تو ابن الندیم کے زمانے تک تھا اور ان کے بعد بہت سے علماء نے اس موضوع پر طبع آزمائی کی۔

متشابہ آیات پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں امام ابوالحسن علی حمزہ کسائی (المتوفی ۱۸۹ھ) جو قرأ سبعہ میں ساتویں امام ہیں انہوں نے ہی سب سے پہلے متشابہ آیتوں پر کام کرنے کی

طرح ڈالی اور اس موضوع پر کتاب علم آیات المتشابہات یادگار چھوڑی اس کا ذکر سیوطی نے کتاب الاتقان میں بھی کیا ہے۔

فرق باطلہ کی تردید میں پہلی تصانیف

دوسری صدی ہجری میں محدث حرم حافظ ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی (المتوفی ۱۹۸ھ) نے جن سے ارباب صحاح نے روایت کی ہے غالباً سب سے پہلے فرق باطلہ کی تردید میں قلم اٹھایا اور کتاب جوابات القرآن تصنیف کی پھر اس موضوع پر علامہ قطرب ابو علی محمد بن المستنیر (المتوفی ۲۰۶ھ) نے کتاب لکھی جس کا نام فیما سئل عنہ الملحدون من ای القرآن لکھی۔

اعراب ومعانی قرآن پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری میں قرآن مجید کے اعراب ومعانی پر سب سے پہلے ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ (المتوفی ۲۱۰ھ) نے کتاب لکھی اس موضوع پر سب سے جامع کتاب ابو عبیدہ قاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۳ھ) کی ہے چنانچہ حافظ احمد بن علی بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد میں رقم طراز ہیں ان اول من صنف فی ذالک من اھل اللّٰہ ابو عبیدہ معمر بن المثنی ثم قطرب بن المستنیر ثم الاخفش سب سے پہلے معانی قرآن پر اہل لغت میں ابو عبیدہ نے کتاب تصنیف کی پھر ابن مستنیر اور پھر اخفش نے کتابیں لکھیں۔

وصنف من الکوفیین الکسائی ثم الفراء مجمع ابو عبیدہ اور کوفیوں میں سے کسائی نے لکھی فراء نے کتاب تالیف کی اور ابو عبیدہ کتبھم وجاولہ الآثار اسانید

ھا و تفاسیر الصحابہ والتابعین نے ان کی کتابوں کو جمع کیا اور اس میں آثار اور ان کی سندیں صحابہ والفقہاء تابعین اور فقہاء کی تفسیروں کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔

مصادر القرآن پر پہلی تصنیف

دوسری صدی ہجری کے اختتام تیسری صدی ہجری کے اوائل میں قرآن مجید کے مصادر جمع و تشنیہ پر کام کا آغاز ہوا اور سب سے پہلے اس موضوع پر امیر المومنین فی النحو یحییٰ بن زیاد فراء (المتوفی ۲۰۷ھ) نے کتاب الجمع والتثنیہ فی القرآن اور کتاب المصادر فی القرآن کے نام سے دو جداگانہ کتابیں تصنیف کیں۔

لغات القرآن پر پہلی تصنیف

اسی زمانہ میں علامہ ہیثم بن عدی طائی کوفی (المتوفی ۲۰۷ھ) اور استاذ سیبویہ ابوزید سعید بن اوس انصاری (المتوفی ۲۱۵ھ) نے لغات القرآن لکھیں۔

لغات لغت کی جمع ہے یہ لفظ عربی زبان میں ڈکشنری کے معنی میں نہیں آتا بلکہ بولی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے قدماء کے یہاں جو کتابیں اس نام سے موسوم ہیں ان کا موضوع قبائل عرب کے ان الفاظ سے بحث کرتا ہے جنہیں قرآن مجید استعمال کیا گیا ہے مثنیٰ الفاظ کے لئے عربی میں مفردات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اسمائے منافقین پر پہلی تصنیف

تیسری صدی ہجری میں ابوالحسن علی بن محمد المدائنی (المتوفی ۲۲۴ھ) نے ایک نئے موضوع پر کام کیا اور منافقین اور آیات قرآنی کا مذاق اڑانے والوں کے ناموں پر کتابیں لکھیں جو کتاب تسمیۃ المنافقین ومن نزل القرآن فیہ منہ

ومن غیرھم و کتاب تسمیۃ الذین یؤذون النبی ﷺ و تسمیۃ المستھزئین الذین جعلوا القرآن عضین ہے۔

اقسام القرآن پر پہلی تصنیف

اسی تیسری صدی ہجری۔۔۔۔۔۔ کے مشہور شاگرد عبداللہ بن احمد المعروف بابن ذکوان (المتوفی ۲۴۲ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کی قسموں اور ان کے جوابات پر کتاب تصنیف کی جس کا نام اقسام القرآن وجوابہا ہے۔

دیگر علوم قرآن پر پہلی تصانیف

امام قرأت ابوعمر حفص بن عمر دوری (المتوفی ۲۴۶ھ) نے سب سے پہلے ما اتفقت الفاظہ ومعانیہ نظم و ترتیب اور اعجاز پر کتاب نظم القرآن تصنیف کی اور دوسری کتاب مسائل القرآن لکھی۔

سجود القرآن پر پہلی تصنیف

مشہور حافظ الحدیث ابو اسحاق ابراہیم بن محمد الحربی (المتوفی ۲۸۵ھ) نے غالبا سب سے پہلے قرآن مجید کے سجدوں پر کتاب تصنیف کی جس کا نام سجود القرآن رکھا گیا۔

ضمائر القرآن پر پہلی تصنیف

امام لغت ابوعلی احمد بن جعفر دینوری (المتوفی ۲۸۹ھ) نے سب سے پہلے ضمائر القرآن پر کتاب لکھی یہ کتاب فراء کی معانی القرآن سے ماخوذ ہے شیخ ابوبکر محمد بن الحسن الزبیدی (المتوفی ۳۷۹ھ) کتاب طبقات النحویین واللغویین میں رقم طراز ہیں۔

کتاب مختصر فی نظم القرآن لسعدوجد من کتاب المعنی للفراء

زجر یوسف کلی و القرآن میں ایک مختصر رسالہ ہے جو فراء کی کتاب المعانی سے ماخوذ ہے۔

اعجاز القرآن پر پہلی تصنیف

تیسری صدی ہجری کے خاتمہ پر مشہور النحوی محمد بن یزید الواسطی (المعتزلی ۳۰۶ھ) نے سب سے پہلے قرآن مجید کے اعجاز پر کتاب تصنیف کی جو اعجاز القرآن فی نظمه کے نام سے مشہور ہے۔

یہ بحث اتنا طویل ہے کہ اس کے اختتام کا آخر کہیں نظر نہیں آتا ہے۔ علماء کرام نے قرآن مجید کے مختلف مضامین پر مستقل تصانیف کیں چند مضامین کے نمونے حاضر ہیں۔

علم احکام

اس میں عبادات ومعاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق آتی ہیں۔

علم مناظرہ

مشرکین نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

تذکیر باآلاء اللہ

فطرت بشری کے متعلق اسماء وصفات الٰہی کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم وتفہیم۔

تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات وحادثات جو حق وباطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں

پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لئے ترغیب وترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

تذکیر بالموت وبما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت، جنت ودوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس کے علم کے تحت آتی ہیں۔

یہ تو قرآن میں ایک عالم ومعارف کی نظر نے پایا۔۔۔۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم وفنون کا ایک بحر بے کراں ہے جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں قرآن اور سائنسی انکشافات قرآن اور عصری ایجادات، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں کے موضوعات پر مشرق ومغرب کے جن مصنفین نے قلم اٹھایا ہے ان کی تحقیقات وانکشافات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم وفن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے یہاں کیفیت یہ ہے

مجھ یک نظر آئی تا رسد نظر جا

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

(ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے)

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پُر ہے اقبال نے سچ کہا تھا۔

صد جہان تازہ در آیات اوست　　عصر ہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہ شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہاں نظر آیا۔ آیئے اس جہان کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں۔

ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں۔

۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے اس میں "۱" اور "۹" ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دارومدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے۔

عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ اس پر ۱۹ داروغہ ہیں۔

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے۔

اسی طرح حرف "ق" اور سورۃ الشعراء میں حروف ابتدائیہ ہیں دونوں سورتوں میں یہ حروف ۵۷ مرتبہ آیا ہے یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے۔

سورۃ ق کی آیت نمبر ۳ میں واخوان لوط آیا ہے قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے سوائے اس مقام کے ہر مقام پر قوم لوط کہا گیا ہے۔ مگر یہاں "قوم لوط" کے

بجائے "اخوان لوط" فرمایا۔ ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورہ ق میں حروف ق ۵۷ کے بجائے ۵۸ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا۔

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتداء حرف "ن" سے ہوتی ہے اس سورت میں حرف "ن" ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ اعراف، مریم، ص میں حرف "ص" ابتدائی حرف ہے۔ تینوں سورتوں میں حرف "ص" مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں ایک لفظ بصطۃ آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ بسطۃ ہے یہاں بطور خاص "ص" سے لکھا اوپر چھوٹا سا "س" بنا دیا گیا۔

بات یہ ہے کہ اگر یہاں "ص" کی جگہ "س" ہوتا تو حروف "ص" کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴+۲۹+۱۴=۵۷ تو حاصل جمع ۱۹×۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے "دن" کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لئے کیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ

اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

ملائکہ اور جبرائیل اس بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں "دن" کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔ جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہوگی اگر دور جدید کے انکشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے۔

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال۔

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں اللہ نے آسمان و زمین پیدا کیے تھے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں۔

اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں

ابن مطرب اندلسی (متوفی ۴۰۲ھ) علامہ واحدی (۴۶۸ھ) علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

ابن واقد المروزی (متوفی ۱۵۷ھ) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) ابن بلال النحوی (متوفی ۵۲۰ھ) ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (متوفی ۹۰۰ھ) وغیرہ وغیرہ

اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں

ابن یزید الواسطی (متوفی ۳۰۶ھ) ابوالحسن امانی (متوفی ۳۸۴ھ) خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) ابوبکر باقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) عبدالقاہر جرجانی (متوفی ۴۷۴ھ) وغیرہ

علوم قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔

☆......علامہ ابن جوزی ، فنون الافنان فی عجائب القرآن

☆......علامہ بدرالدین زرکشی ، البرهان فی علوم القرآن

☆......علامہ جلال الدین سیوطی ، الاتقان فی علوم القرآن

☆......عبدالعظیم الزرقانی ، مناهل العرفان فی علوم القرآن

بدعات فی القرآن

علماء اسلام نے جملہ علوم کی انواع و اقسام سب قرآن حکیم سے ہی اخذ کی ہیں قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ میں جب علوم و فنون کی باقاعدہ تقسیم اور علم و فن کی تفصیلات مرتب کرنے کا کام سرانجام دیا جانے لگا تو علماء کی ایک جماعت نے لغات و کلمات قرآن کے ضبط و تحریر کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا۔

کسی نے مخارج حروف کی معرفت و کلمات کا شمار سورتوں اور منزلوں کی گنتی ، سجدات علامات آیات کی تعداد و تعیین، حصر کلمات، متشابہ و متماثلہ آیات کا احصا الغرض معانی و مطالب کے بغیر جملہ مسائل قرأت کا کام سرانجام دیا ان کا نام قرأ رکھا

گیا اور اس طرح "علم القراءۃ والتجوید" منصۂ شہود پر آیا۔

بعض نے الفاظ قرآن، ان کی دلالت واقتضا اور ان کے مطابق ہر کلم کی تفصیلات بیان کیں تو "علم النحو" معرض وجود میں آیا۔ بعض نے قرآن کے ادلہ عقلیہ اور شواہد نظریہ کی جانب التفات کیا اور اللہ تعالیٰ کے وجود بقاء، قدم ووجوب، علم وقدرت، تنزیہہ وتقدیس، وحدانیت والوہیت، وحی ورسالت، حشر ونشر، حیات بعد الموت اور اس قسم کے دیگر مسائل بیان کئے تو "علم الاصول" اور "علم الکلام" وجود میں آئے۔ پھر انہی اصولیین میں سے بعض نے قرآن کے معانی خطاب میں غور کیا اور قرآنی احکام میں اقتضاء کے لحاظ سے عموم وخصوص، حقیقت ومجاز، صریح وکنایہ، اطلاق وتقیید، نص، ظاہر، مجمل، محکم، خفی، مشکل، متشابہ، امر ونہی اور نسخ وغیرہ میں کلام کیا، انواع وقیاس اور دیگر ادلہ کا استخراج کیا تو فن "اصول فقہ" تشکیل پذیر ہوا۔ بعض نے قرآنی احکام سے حلال وحرام کی تفصیلات وفروعات طے کیں تو "علم الفقہ" یا "علم الفروع" کو وجود ملا۔

بعض نے قرآن سے گذشتہ زمانوں اور امتوں کے واقعات وحالات کو جمع کیا اور آغاز عالم سے قیامت تک کے آثار ووقائع کو بیان کیا۔ اس طرح "علم التاریخ" اور "علم القصص" وجود میں آئے۔ بعض نے قرآن سے حکمت وموعظت، وعد ووعید، تخویف وتبشیر، موت ومعاد، حشر ونشر، حساب وعقاب اور جنت ونار کے بیانات اخذ کیے۔ جس سے "علم التذکیر" اور "علم الوعظ" کی تشکیل ہوئی۔ بعض نے قرآن سے مختلف خواب اور ان کی تعبیر کے اصول اخذ کیے تو "علم تعبیر الرؤیا" کی تشکیل ہوئی بعض نے قرآن سے "علم المیراث" اور "علم الفرائض" کی تفصیلات بیان کیں۔

بعض نے رات، دن، چاند، سورج اور ان کی منازل وغیرہ کے قرآنی ذکر سے "علم المواقیت" حاصل کیا۔ بعض نے قرآن کے حسن الفاظ، حسن سیاق، بدیع نظم اور اطناب وایجاز وغیرہ سے "علم المعانی" "علم البیان" اور "علم البدیع" کو مدون کیا۔

عرفاء کاملین نے قرآن میں نظر وفکر کے بعد اس سے معانی باطنہ اور دقائق خفیہ کا انکشاف کیا۔ انہوں نے اس سے تزکیہ وتصفیہ، فنا وبقا، غیبت وحضور، خوف وہیبت، انس ووحشت اور قبض وبسط وغیرہ کے حقائق وتصورات بھی اخذ کئے۔ جن سے "علم التصوف" کی تشکیل ہوئی۔

بعض علماء نے قرآن سے طب، ہیئت، ہندسہ، جدول جبر ومقابلہ، نجوم اور مناظرہ وغیرہ کے علوم وفنون اخذ کئے اور ان کی تفصیلات بھی طے کیں۔

نوٹ:۔ یہ ایک اجمالی بیان ہے تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ کیجئے۔

بیان ربط الآیات بدعت ہے

متقدمین کی کتب سے ارتباط آیات کہیں ملتا البتہ متاخرین نے اس پر مستقل تصانیف تحریر کی ہیں جس کی تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البیان" میں ہے اس بدعت حسنہ کا آغاز حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ واللہ اعلم

تصنیف اعجاز القرآن

بدعت ہے جس کا ذکر گذشتہ اوراق میں مختصر عرض کیا گیا ہے۔ اس کی ایجاد بدعت تو ہے ہی لیکن اس کی ترقی بعد کو ہوئی جسے فقیر عرض کرنا چاہتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں علم الاعجاز کا ارتقاء

تاریخ کے اوراق الٹنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے ابتداء قرآن

پاک کو فقط ایک مصدر تشریعی کی حیثیت سے جانا تھا۔ وہ صرف اسے اپنے معاشرے سے متعلق قضایا کا مرکز سمجھتے تھے اس لئے ان کی تمام تر توجہ صرف اس بات پر تھی کہ قرآن نے نماز فرض کی ہے زنا کو حرام قرار دیا بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھہرایا۔ ہر طبقے میں معیشت کی بحالی کے لئے زکوۃ، عشر اور خمس کا نفاذ کیا اور اسلامی معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لئے حدود نافذ العمل ہوئیں۔

انہوں نے قرآن کے اسلوب و بلاغت، فصاحت و اعجاز پر کوئی خاطر خواہ نگاہ نہ ڈالی۔ چونکہ ان کی نظر میں قرآن پاک ایک مصدر تشریعی کی حیثیت رکھتا تھا لہذا ان کی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول رہی۔ جس کے نتیجہ میں سب سے پہلے علم تفسیر، علم فقہ اور علم الاحکام ظہور پذیر ہوئے ان علوم کی اتباع میں ثمر کے طور پر علم نحو و صرف اور علم اللغۃ کا حصول ہوا غرض یہ کہ قرآن پاک کی انہی جوانب پر علماء کرام نے اپنی تمام تر علمی توانائیں اور صلاحیتیں صرف کیں اور یہ سلسلہ فترۃ وحی سے لے کر عہدی اموی تک جاری رہا ہے اور ہمیں قرآن مجید کے اعجاز اس کی بلاغت و فصاحت کے متعلق جس سے فصحاء قریش بھی عاجز آ گئے تھے کوئی آثار نہیں ملتے مگر عہد اموی کے آخر میں جب اسلامی سلطنت کی حدود کا دائرہ وسیع ہو گیا اور نو مسلم قوتوں کا عربوں کے ساتھ اختلاط شروع ہو گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان اقوام کے نظریات اور ثقافت فکر اسلامی میں شامل ہونے لگے اور جب نظریات اور ثقافت فکر اسلامی کے ساتھ ملنے لگے تو اعدائے اسلام نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کی کتاب کی طرف مرکوز کر دیں اور انہوں نے چاہا کہ جس طرح ان کے آباؤ اجداد نے آسمانی کتابوں میں تحریف و تبدیل کی اسی طرح اس آخری کتاب کو بھی باپ دادا کی

اتباع میں ہدف تغییر و تبدیل بنایا جائے لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملحدین نے اس کتاب محفوظ کے معانی کی غلط تاویلیں اور رد و بدل کر کے عوام الناس میں مختلف شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کی ان امور کے پیش نظر اس چیز کی اشد ضرورت تھی کہ اہل علم ان عیارانہ حرکت کو (جو ملحدوں کے ہاتھوں رونما ہوئی) کچلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اس پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں جو مستقبل میں ان کے دین کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا سبب بنے اور وہ ہاتھ کاٹ دیں جو ایک ایسی کتاب کی تحریف کے لئے اٹھے ہیں جس میں تمام کائنات کی نجات کے راز پنہاں ہیں اور قرآن پاک کے اس امر کی طرف توجہ دیں جو ان کے دین کے لئے ایک مضبوط رسی کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے قاعدہ توحید کے لئے ایک عظیم ستون اور ایک مکمل نظام ہے جو ان کے نبی ﷺ کے سچا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے اور جو پیارے نبی ﷺ کے معجزے کا سب سے بڑا ثبوت سب سے بڑی حجت اور سب سے بڑا ایمان ہے جب ان امور کی طرف توجہ بڑھی تو علم الکلام وجود میں آیا اور یہی علم الکلام علم الاعجاز کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ ابتدا میں علم القرآن کو منفرد موضوع کی حیثیت سے نہ جانا جاتا تھا بلکہ دوسرے دیگر علوم کے ضمن میں اسی کا ذکر آ جایا کرتا تھا اور خاص کر ان بحوث میں جو نبوت اور معجزہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ مثال کے طور پر امام ابن قتیبہ نے قرآن پاک کے متعلق ملحدین کے ہوشکوک کے ازالے کے لئے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام (تاویل مشکل القرآن) رکھا اسی طرح ابوالحسن اشعری نے (مقالات اسلامیہ) الجاحظ نے (حجج النبوۃ) اور ابوالحسن الخیاط نے (الانتصار) کے نام سے مؤلفات تصنیف کر کے اعجاز القرآن کے موضوع کو زیر بحث بنایا۔

یا بعض مفسرین نے سیاق تفسیر میں اس کا ذکر کیا ان میں سے مجاہد جبر (متوفی ۱۰۳ھ) قرآن پاک کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "قرآن پاک کا اعجاز ہمارے نزدیک اس کی وہ رسالت علیا ہے جو تمام بشریت کے لئے نفع بخش ہے اس کا پیغام لوگوں کو خدا کی وحدانیت کی طرف بلاتا ہے انہیں وہ راہ دکھلاتا ہے جس میں ان کے لئے صلاح و بھلائی ہے جس میں ان کی سعادت دنیوی اور اخروی پائی جاتی ہے بے شک قرآن کا اعجاز اسی پیغام کا ہے جو زندگی اور قافلہ انسانیت کو صراط مستقیم کی طرف گامزن کرتا ہے وہ راستہ دکھلاتا ہے جو تمام لوگوں کے لئے سب سے بڑھ کر نفع مند اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ تمام جہانوں کے لئے روز جزا تک کا پیغام ہے یہ نہ کسی خاص امت کے لئے نہ کسی خاص خطہ ارض کے لئے بلکہ یہ تمام امتوں کے لیے فی کل زمان اور فی کل مکان کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۔ مقدمہ تفسیر جلد ۳، تحقیق عبدالرحمن طاہر اسورتی، مجمع البحوث العلمیہ اسلام آباد اسی

طرح امام ابن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) تفسیر کے سیاق میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

مفسرین کے ساتھ ساتھ بعض نحوی بھی اس موضوع میں شغف رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان میں سے ابو عبیدہ بن المثنی (متوفی ۲۰۸ھ) نے مجاز القرآن اور ابو زکریا الفراء (متوفی ۲۰۷ھ) نے معانی القرآن میں اعجاز القرآن کے موضوع کو زیر بحث بنایا غرض یہ کہ تیسری صدی ہجری تک اس موضوع کو انفرادی حیثیت نہ مل سکی چونکہ یہ علم علم الکلام کی ایک فرع تھا اس لئے مختلف فرقوں میں علم الکلام پر صراع و نزاع شروع ہوا تو ہر ایک فرقے نے اعجاز القرآن کے موضوع کو اپنی اپنی آراء کے مطابق ڈھالنا شروع کیا یہاں تک کہ تیسری صدی کے آخر میں اسے ایک منفرد موضوع کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

تیسری صدی کے آخر میں کئی مؤلفات صفحہ تاریخ پر رونما ہوئیں وہ زیادہ تر (نظم قرآنی) کے نام منسوب کی گئیں اس دور کی قابل قدر ہستی جس نے اعجاز قرآن کے موضوع کو کافی وسعت دی وہ ابو عثمان (متوفی ۲۵۵ھ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی تصنیف شہیر (نظم القرآن) ہم تک نہ پہنچ سکی مگر وہ اس کتاب کا حوالہ اپنی ایک اور کتاب (حجج النبوۃ) میں دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر کتب میں بھی اس موضوع پر بحث شدہ آثار ملتے ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ جاحظ کے نزدیک اعجاز القرآن کی دو وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ، نظم القرآن قرآن پاک کا اعجاز اس کی نظم، اس کی ساحرانہ فصاحت و بلاغت اور اس کے خصائص بیانی میں ہے پس قرآن پاک بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے اور اس کا اعجاز عروج کی تمام بلندیوں کو پار کر چکا ہے جب قریش کے سلاطین شعر و خطابت کو چیلنج کیا گیا تھا کہ لاؤ اس جیسی ایک سورت تو سوائے اعتراف حقانیت کے ان سے کچھ نہ بن پڑا یہاں تک کہ ولید بن المغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سننے کے بعد ۔۔۔ قریش سے کہہ اٹھتا ہے کہ "خدا کی قسم تم میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ نہ شعر سے واقف ہے اور نہ اس کے اجزاء سے نہ اس کے قصیدے سے اور نہ ہی اشعار سے مگر خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ اس سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا خدا کی قسم اس کے قول میں ایک مٹھاس ہے ایک کشش ہے وہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا بے شک اس پر حاوی ہونا ناممکن ہے بلکہ اس کا کلام تمام کلاموں پر حاوی رہے گا)

دوسری وجہ (الصرفۃ) جاحظ کے نزدیک دوسری وجہ (صرف) ہے۔ اسی سے

مراد یہ ہے کہ قرآن پاک فصاحت و بلاغت اور حسن نظم کے اعتبار سے طاقت بشری اور اس کی مقدور سے باہر نہیں تھا بلکہ اس وقت کے خطباء و شعراء و بلغاء میں یہ استعداد تھی کہ قرآن پاک کے مقابل کوئی کلام پیش کرسکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت بیانی چیلنج کے وقت سلب کرلی تھی۔ اس لئے وہ ایسا نہ کرسکے۔

چونکہ ابو عثمان معتزلی تھا اور یہ رائے اس کے استاد ابو اسحاق کی رائے ہے اس لئے جاحظ نے اسے وہ رشتہ تلمذ کے سبب قبول کرلیا لیکن جمہور علماء نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے۔ امام ابو بکر الباقلانی اپنی کتاب اعجاز القرآن اس کے رد میں کہتے ہیں کہ (اگر اس وقت کے خطباء و شعراء کی قوت گویائی سلب کرلی گئی تھی لیکن ان سے پہلے زمانہ جاہلیت کے شعراء و خطباء کی قوت بیانی و گویائی تو ضبط نہیں کی گئی تھی۔ حالانکہ وہ فصاحت و بلاغت اور حسن نظم کے اعتبار ان کے ہم پلہ تھے مگر ان کے کلام میں بھی مقابلے کی کوئی چیز نہیں ملتی پس جب ان سے پہلے سلاطین کلام سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی تو مدعی کا یہ دعویٰ کہ ان کی قوت بیانی سلب کرلی گئی تھی سراسر غلط ہے نیز قرآن پاک کا یہ چیلنج اس وقت کے لوگوں کے لئے ہی نہیں تھا بلکہ یہ قیامت کے آنے والے لوگوں پر ہر وقت اور ہر عصر کے لئے ہے۔

آج چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا جو ہمیں یہ بتائے کہ کسی نے قرآن پاک کا معارضہ کیا ہو فرضی طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس وقت کے لوگوں کا عاجز آنا ان کی قوت بیانی کے واپس لینے کی وجہ سے تھا تو اب اتنا عرصہ گذرنے کے بعد (جب کہ کسی قوت بیانی سلب نہیں کی گئی) اس کلام کو کوئی کیوں نہیں پیش کرسکا اس لئے یہ کہنا کہ (الصرفہ) بھی اعجاز کی ایک وجہ ہے قرآن پاک کے اعجاز کو نقطہ عروج

سے گرانے کے مترادف ہے۔

دیگر فنون

حروف ہاء۔ یوں وغیرہ اصطلاحات کے ساتھ یہ سات قرأتیں مقرر ہوئیں جو سات ائمہ قرأت کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن عمر	شامی	متوفی ۱۱۸ھ
عبداللہ بن کثیر	مکی	متوفی ۱۲۰ھ
عاصم	کوفی	متوفی ۱۲۸ھ
یزید بن القعقاع	مدنی	متوفی ۱۳۲ھ
ابو عمرو بن العلاء	بصری	متوفی ۱۵۵ھ
حمزہ بن حبیب	بصری	متوفی ۱۵۶ھ
نافع بن عبدالرحمٰن	مدنی	متوفی ۱۶۹ھ

بعض نے کہا یزید بن القعقاع کو ابو الحسن علی بن حمزہ کوفی المعروف کسائی (متوفی ۱۸۹ھ) میں لکھا ہے۔

متعدد بالاختلاف قرأتیں سے تین یا چار عہد عباسی کے ہیں یہ ساتوں قرأت جائز ہیں ان سب کا سلسلہ اسناد طرق بھی متواتر سے حضور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے اور ان سے قرآن کریم کے تواتر میں کوئی خلل نہیں آتا اور نہ معانی و مطالب میں کسی قسم کا فرق آتا ہے اس فن میں تالیفات کا سلسلہ عہد عباسی میں شروع ہوا۔ اس سے قبل سینہ بسینہ ہی اس کا اجرا ہوتا۔

تفسیر بدعت

عہد نبوی میں علم تفسیر مدون نہیں ہوا اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہ کی گئی اس لئے کہ صحابہ کرام کا دور تھا وہ زبان کے اعتبار سے مفہوم سمجھتے تھے ہر آیت کے شان نزول کا انہیں علم تھا بایں ہمہ کسی حکم کی وضاحت حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی تو خود سرکار صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جلوہ افروز تھے پھر خلفائے راشدین کا عہد مبارک موجود تھا۔

آخر جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور کثرت سے عرب اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کو قرآن حکیم سمجھنے کے لیے مشکلات واقع ہونے لگیں تو ان عجمی مسلمانوں کی مشکلات رفع کرنے کے لئے قرآن کریم کے مشکل الفاظ و جملات سمجھانے کے لیے تفسیر کی احتیاج ہوئی عہد اموی کے آخر تک اگرچہ علم تفسیر کی باقاعدہ تدوین نہیں ہوئی مگر اس کی بنیاد عہد نبوی میں ہی قائم ہو گئی تھی۔

اس لئے کہ صحابہ کرام میں بھی مطالب قرآنی کے سمجھنے سمجھانے میں تمام صحابہ یکساں نہ تھے اور ایسا ہو بھی کیوں کر سکتا تھا اس لئے کہ ذہانت ذکاوت، فہم فراست، قرب صحبت وجہ فضیلت کے اعتبار سے ان میں بڑا فرق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن لینے کے لئے حضور ﷺ نے ابن ابی کعب اور سالم و عبداللہ بن مسعود، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام فرمایا خاص صحابہ میں ایک جماعت وہ تھی جو معانی بیان کرنے میں مرجع انام تھی جن میں مذکورہ چار صحابہ اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن زبیر، انس بن مالک، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاص طور قابل ذکر ہیں۔

اور صدیق اکبر، فاروق اعظم، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تفسیری مضامین اگرچہ ہیں لیکن نسبتاً بہت کم مروی ہیں اس لئے کہ ان پر امور خلافت کی ذمہ داری اتنی زیادہ تھی کہ درس و تدریس کی فرصت کم ملتی تھی۔

عہد اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم میں حضرت علی سے تفسیر اصحاب ثلاثہ کی نسبت زیادہ ہے اور ان سے زائد حضرت ابن مسعود (المتوفی ۳۳ھ) سے مروی ہے۔

غرض یہ کہ سب سے زیادہ تفسیر جملات صحابہ میں سے حضرت ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ فقہاء صحابہ میں مانے ہوئے تھے آپ کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی۔

علم قرأة

لغت میں قرأت کے معنی محض پڑھنے کے ہیں اور تجوید بمعنی اچھے اسلوب میں تلاوت کرنے کے پھر یہ علم اصطلاح شرع میں اسی نام میں مقرر ہو گیا۔ اور یہ علم اس مفہوم میں اس وقت مان لیا گیا تھا جب کہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا ابتداء تو ہر خواندہ قرآن پڑھنے والا قاری کہلاتا تھا اور خواندہ و ناخواندہ کا امتیاز اس سے ہوتا تھا پھر عہد رسالت مآب میں لفظ قاری ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے میں مہارت رکھتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

خذوا القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود وسالم ومعاذ وابی بن کعب (رضی الله تعالیٰ عنهم)

قرآن حاصل کرو ان چار صحابہ سے عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ، ابی بن کعب ۔۔۔

ان کے علاوہ بہت سے قاری صحابہ میں موجود تھے غزوہ بیر معونہ میں جو شہید ہوئے وہ

سب قاری تھان کی تعداد عہد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں کسی فن کی شکل میں مقرر نہیں ہوئی۔

عہد بنو امیہ میں قرأت نے خاص فن کی شکل اختیار کی جس میں مختلف مباحث مثلاً اختلاف قرأت حروف، مخارج حروف، کیفیت ادا، محاسن قرأۃ مثلاً وصل، وقف، مد، قصر، ادغام، اظہار، اخفاء وغیرہ ہیں۔

نوٹ:۔ فنون وعلوم کی تفصیل کے لئے دفاتر درکار ہیں اور نہ ہی بالاستیعاب تمام بیان میں آسکتے ہیں اب صرف چند علوم وفنون کے اسماء اور سن ایجاد عرض کیا جاتا ہے۔

بدعات

فضائل القرآن

جب بادیہ نشینوں اقوام عالم کو بدعات القرآن نے اسلام کا گرویدہ بنایا اور غیر قوموں میں کثرت سے اسلام پھیلنا شروع ہوا تو دلوں میں قرآن کی عظمت جاگزیں کرنے کے لئے فضائل قرآن کی تدوین عمل میں لائی گئی۔

(الاتقان للسیوطی صفحہ ۶۰)

بدعت نقط القرآن

یہ بدعت بھی خیر القرون کے برسوں بعد کو شروع ہوئی اور اس پر مستقل تصانیف لکھی گئیں اس بارہ میں کتاب المحکم فی نقط المصاحف تصنیف حافظ ابو عمرو عثمان بن سعید دانی (المتوفی ۴۴۴ھ) مشہور ہے۔

(اتقان صفحہ ۶۱ جلد اول)

بدعت اعراب القرآن

قرأۃ القرآن (تلاوت) میں خطاء وغلطی سے بچانے کے لئے قرآن مجید پر اعراب لگانے کا رواج ہوا اس کے متعلق موجز البیان فی المباحث المختص بالقرآن میں خوب بحث کی گئی ہے اور اتقان میں بھی بقدر ضرورت بہت خوب ہے اور فقیر نے اسی تصنیف میں مختصری بحث عرض کر دی ہے۔

بدعت تفسیر القرآن

اقوام عجم کو اصول مذہب سے آگاہ کرنے اور قرآن مجید کے علوم ومعارف سے روشناس کرانے کے لئے علم تفسیر کی تدوین عمل میں آئی۔

(الاتقان صفحہ ۵۸ جلد اول)

اسباب النزول بدعت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اتقان کے مقدمہ صفحہ ۲۳ جلد اول میں خوب لکھا ہے۔

قرآن کے مقطوع وموصول بدعت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۲۳ جلد اول میں تفصیل ہے۔

تاریخ تدوین واختلاف مصاحف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۲۳ جلد اول تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بدعت غریب القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان صفحہ ۷۵ کے مقدمہ میں مفصل بحث ہے۔

بدعت لغات القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۷ جلد اول میں تفصیل مذکور ہے۔

بدعت متشابہ القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۰۷ جلد اول میں ہے۔

بدعت حروف القرآن

اس کی تفصیل گزر چکی ہے اور اس فن کی تاریخ مزید تفصیل اتقان میں پڑھئے۔

بدعت احکام القرآن

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۱ جلد اول میں ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں ہے۔

بدعت متشابہ آیات کی ترتیب

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل گزشتہ اوراق میں دیکھیں۔

بدعت تردید الفرق الباطلہ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۴ جلد اول میں تفصیل ملاحظہ ہو۔

بدعت اعراب و معانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۵ جلد اول میں ہے۔

بدعت مصادر القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے۔

بدعت اسماء المنافقین

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۶ جلد اول میں تفصیل دیکھئے۔

بدعت اقسام القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

متفقۃ الالفاظ والمعانی کی تصنیف

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے

بدعت ما یستعجم فیہ من القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں پڑھیے۔

بدعت متفقۃ الالفاظ ومختلفۃ المعانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

بدعت تکرار القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۷ جلد اول میں ہے۔

بدعت مناز القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے

بدعت مجاز القرآن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۷۸ جلد اول میں پڑھیے

بدعت علم الناسخ والمنسوخ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اتقان کے مقدمہ صفحہ ۶۹ جلد اول میں خوب لکھا ہے۔

آخری گذارش

ارادہ تھا کہ بدعات القرآن کے اس عنوان کو بالاستیعاب اور مفصل لکھوں لیکن دور حاضرہ میں مشاق علوم وفنون کی کمی ہے اظہار حقیقت کے لئے اتنا کافی ہے اور دلائل سنت کے مذہب حق کے مسئلہ بدعت حسنہ کے اثبات کے لئے عظیم ذخیرہ ہے۔

الحمد للہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فہرست کتب ادارہ تالیفات نوریہ بیرونی کتب خانہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿الف﴾		اسلام اور سائنس	150
الفیوضات النوریہ	30	اسلامی فنی مذاق	270
انسانی اعضاء بولتے ہیں	180	امام حسین و یزید	40
اصل اباحت ہے	30	اُمی لقب	35
ابراہیم علیہ السلام اور آزر کا رشتہ	30	الناسخ والمنسوخ فی الاحادیث	30
انوار الرحمٰن فی الاقامۃ والاذان	25	الناسخ والمنسوخ فی القرآن	55
اذان رسول	25	انتقال خون کی شرعی حیثیت	25
اذان بلال	40	احکم الحاکمین کا جیل خانہ	25
البرہان فی السورۃ القرآن	25	اسلامی داڑھی والا مولوی داڑھی	30
اذان جمعہ مسجد میں مکروہ ہے	35	ایمان عبدالمطلب	35
اسلام اور جہاد	30	الفیض الجاری فی شرح بخاری 1	400
الکشف للنوری (اصلاح نفس)	30	الفیض الجاری فی شرح بخاری 2	300
ایثار اور ہمدردی کے فضائل	35		
امیر معاویہ پر اعتراضات	45	آخری آرامگاہ	30
امام اعظم اور علم حدیث	25	آغا خانی اور بوہری مذہب	25
انبیاء کی قرآنی دعائیں	25	البشریہ تعلیم الامۃ	280
انوار القرآن فی تفسیر القرآن	35		

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿ب﴾		تقلید آئمہ کا ثبوت	40
بیعت کی شرعی حیثیت	45	تفسیر سورۃ اخلاص	25
بدعات صحابہ	50	تعارف شاہ اربل	30
بدعات المسجد	25	تحقیق الوسیلہ (عقائد)	30
بڑھاپا	35	تہتر فرقے (عقائد)	45
بچپن حضور کا	40	تسبیح کے دانے	25
بیمہ کا حکم البدل (فقہ)	20	تیمارداری و عیادت کے فضائل	25
بارہ ماہ خیر ہی خیر	260		
برکات زلف عنبرین	20	﴿ٹ،ث﴾	
بدعات القرآن	50	ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا؟	40
﴿پ﴾		ٹھنڈی ظہر (فقہ)	25
پیر پیغمبر جو تبر	25	ثبوت تبرکات	25
		﴿ج﴾	
﴿ت﴾		جہنم سے بچانے والے اعمال 1	500
تاریخ تفسیر القرآن	25	جامع کمالات سید المرسلین	160
تدبیر بھی تقدیر ہے	25	جبریل امین خادم دربار محمد	50

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
جوانی کی بربادی	60	﴿ح﴾	
جرابوں پر مسح (فقہ)	25	حضرت عثمان کو برا کہنے والا کون	25
جدید مسائل کے شرعی احکام	60	حضرت عثمان جامع القرآن	25
جمعۃ المبارک کی فضیلت	15	حاشیہ شرح قصیدہ نور	15
جماعت ثانیہ کا ثبوت	25	حیلہ نماز جنازہ کا ثبوت	25
جامع البیان فی علم ما یکون وما کان	30	حیات عیسیٰ بن مریم	25
جنات کے حالات	350	حیرت انگیز واقعات	180
جنتی دروازہ	35	حضور کا مُردے زندہ کرنا	45
جانور جمادات بولتے ہیں	45	حیات کاظمی	20
		حاضر و ناظر (عقائد)	25
﴿چ﴾		حضرت عمر فاروق کے کارنامے	40
چھوتی بیماریاں	25	حجر و شجر کی سلامی	20
چار حق باتوں کا ثبوت	30		
چرخہ کاتنے کے فضائل	25	﴿خ﴾	
		خوابوں کی تعبیر مع کالا تل	180
		خزانہ خدا کی چابیاں	25
		خواجہ اویس قرنی صحابی یا تابعی؟	35

فہرست کتب ادارہ تالیفات اویسیہ بیرونی کتب خانہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
﴿د﴾		﴿س﴾	
دنیا کے آخری لمحات کیسے گزریں گے؟	25	سفرنامہ انگلینڈ و حجاز	80
درود و سلام واقع ہر درد و آلام	30	سفر لماسکا جواز	35
		سیدزادی کا نکاح غیر سید سے	40
﴿ڈ﴾		سلسلہ اویسیہ کا ثبوت	25
ڈش اور کیبل کی تباہ کاریاں	70	سیدہ حلیمہ سعدیہ	
		﴿ش﴾	
﴿ر﴾		شرح حدائق بخشش ۱۲ جلد مکمل	زیر طبع
رمضان المبارک کے فضائل	35	شرح حدیث قسطنطنیہ	25
رکعت رکوع کی تحقیق	25	شیا ًللہ کہنے کی علمی تحقیق	30
رسائل اویسیہ اول تا نہم فی جلد	270	شادی پر مبارک بادی	25
رؤیت ہلال	25	شرعی حیل کا فن	25
		شرح الصدور	250
﴿ز﴾		شبینہ پڑھنے کا ثبوت	50
زور سے آمین کہنا کیسا؟	30	شیعہ کا عقیدہ امامت	25
زائرین سرکار مدینہ	45		

ہماری دیگر مطبوعات

- تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان
- عربی تفسیر فضل المنان
- الفیض الجاری فی شرح صحیح البخاری
- حدائق بخشش 13 جلدیں
- رسائل اویسیہ اول تا ششم
- احوال آخرت
- حیرت انگیز واقعات
- جامع کمالات سید المرسلین
- کشکول اویسی
- اویسی کا سفرنامہ انگلینڈ و حجاز
- ہدایۃ النحو
- جہنم سے بچانے والے اعمال
- جدید مسائل کے شرعی احکام
- ڈش اور کیبل کی تباہ کاریاں
- غم تال و تجھیے
- مدینہ کے اہم واقعات اور مشہور مقامات
- لاعلمی میں علم
- علامات قیامت
- کنز الایمان پر اعتراضات کے جوابات
- فضائل سیدنا صدیق اکبر از کتب شیعہ
- امام حسین و یزید
- بدعات المسجد
- بدعات حسنہ کا ثبوت
- بچپن حضور کا
- اذان بلال
- راہ حق
- غوث اعظم سید ہیں
- فضائل فاطمۃ الزہراء
- علم المناظرہ مع اصول مناظرہ
- زور سے آمین کہنا کیسا؟
- حضرت عثمان کو برا کہنے والا کون
- امیر معاویہ پر اعتراضات کے جوابات
- جوانی کی بربادی
- حضور کا مردے زندہ کرنا
- تیرے منہ سے جو نکلی بات وہ ہو کے رہی
- ثبوت تبرکات
- اصلی اور نقلی پیر میں فرق

ناشر

سیرانی کتب خانہ

ماڈل ٹاؤن بی نزد سیرانی مسجد بہاولپور موبائل 0321-6820890